باغِ جنّت

سے

چاہِ یوسف تک

عبدالمجید بھٹی

احسن برادرز

چوک انارکلی لاہور

باغِ جنّت

سے

چاہِ یوسُف تک

عبدالمجید بھٹّی

احسن برادرز (چوک انارکلی)، لاہور

سنہ ۱۹۵۲ء

تعداد ۱۰۰۰ ــــــــــ قیمت ۱۲ ار

ریاض ہمایوں نے تعمیر پرنٹنگ پریس راولپنڈی میں چھپوا کر
احسن برادرز چوک انارکلی لاہور سے شائع کی۔

فہرست

حضرت موسیٰؑ کے زمانہ تک دُنیا کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی۔ سیدھے سادے انسانوں نے اپنے آرام اور راحت کے بہت سے سامان پیدا کر لئے تھے۔ اور ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی بسر کرنے لگے تھے۔

ایسے میں وہ اپنی سمجھ اور قُوّت پر گھمنڈ کرنے لگے۔ اپنے بَل بوتے پر مَن مانیاں کرنے لگے۔ اُنہیں سیدھی راہ پر لانے کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ تعلیم کی ضرورت تھی، اِس لئے اُس وقت سے لے کر رسُولِ کریمؐ تک پہلے سے زیادہ اولُوالعزم نبی اور

رسول آئے۔

اللہ کا دین جو آدمؑ سے شروع ہوا تھا۔ اسلام کے نام اور رسولِ کریمؐ کی ذات بابرکات پر مکمل ہو گیا۔

اِس کتاب میں وہ قصّے لکھے گئے ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے۔ اللہ کے اِن پاک بندوں نے لوگوں کو سیدھی راہ پر لانے کے لئے کیا کچھ کیا۔ اور ان کی روشنی میں ہم کس طرح سیدھی راہ پر چل سکتے ہیں؟

مؤلّف

ہم جنت سے کیوں نکلے تھے؟

پہلی بھول

امّاں حوّا اور باوا آدمؑ جنّت میں رہتے تھے۔ جہاں کھانے کو پھل پھول اور میوے کثرت سے تھے۔ گرمی کا دُکھ اور سردی کی تکلیف نہ تھی۔ آزادی کے ساتھ گھومنے، اور اللہ تعالےٰ کا شُکر ادا کرنے کے سوا کوئی کام نہ تھا۔

وہ امن اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے۔ مگر شیطان نے اُنہیں بہکا دیا۔ اُنھوں نے گندم کا دانہ کھا لیا۔ جس سے اللہ نے منع کر رکھا تھا۔ اِس پر اللہ نے ناراض ہو کر اُن

دونوں کو جنّت سے نکال دیا۔

شیطان کو اُن سے یہ دُشمنی تھی۔ کہ اللہ نے سب فرشتوں کو حکم دیا تھا۔ کہ باوا آدمؑ کو سجدہ کریں۔ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مگر شیطان نے نافرمانی کی۔ سجدہ نہ کیا۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے اُسے رد کر دیا۔ شیطان کے دل میں یہ بات رہ گئی۔ کہ آدمؑ ہی کی وجہ سے اُسے یہ ذِلّت اُٹھانی پڑی۔

اُس نے اُسی وقت سے یہ عہد کیا تھا۔ کہ رہتی دُنیا تک باوا آدمؑ اور اُس کی اولاد کو بھٹکاتا رہے گا۔ اُنہیں اللہ کی نافرمانی پر اُبھاریگا۔ اور اللہ کے سامنے اُنہیں ذلیل کرتا رہے گا۔

امّاں حوّا اور باوا آدمؑ کو جنّت سے نکال دیا گیا۔ تو اُنہیں اِس بات کا بہت دُکھ ہوا۔ وہ اللہ سے اپنی خطا کی معافی بھی مانگتے رہے۔ اور آیندہ کے لئے توبہ بھی کرتے رہے۔ کہ پھر کبھی نافرمانی نہ کریں گے۔ ایسی بھُول نہ کریں گے۔

مگر جیتے جی اُنہیں دوبارہ جنّت میں جگہ نہ ملی۔
یہ ایک بھُول کا بدلہ تھا۔ جو اُنہیں بھُگتنا پڑا۔ اور اُسی بھُول کی وجہ سے ہم جنّت کی بجائے اِس دُنیا میں ہیں۔ شیطان برابر ہمیں بھکاتا رہتا ہے۔ اور ہم سے بھی خطائیں ہوتی رہتی ہیں۔ مگر اللہ نے یہ وعدہ کر رکھا ہے۔ کہ اگر ہم اُس سے ڈرتے رہیں گے۔ اپنی بھُول کی معافی مانگ لینگے۔ اور اُس کی نافرمانی سے بچیں گے۔ تو وہ ہمیں جنّت میں جگہ دیگا۔ جو باوا آدمؑ کا پہلا گھر ہے۔
ہم باوا آدمؑ کی اولاد ہیں۔ اِس لئے جنّت ہمارا ورثہ ہے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ ہم بھُول اور نافرمانی سے بچتے رہیں +

پہلی دشمنی

بابا آدمؑ اور اماں حوّا کو زمین پر آباد ہوئے برسوں گزر گئے۔ اُنہوں نے پہاڑ کی ترائی میں ایک خوبصورت مقام پر اپنا گھر بنا رکھا تھا۔ اُن کی اولاد آرام اور خوشی کی زندگی بسر کر رہی تھی۔ نہ بیٹوں کو کوئی غم تھا۔ نہ بیٹیوں کو پریشانی تھی

وہ سب ہری ہری گھاس اور کھلے میدانوں میں گھومتے رہتے تھے۔ نئی نئی چیزیں دریافت کرتے تھے۔ قدرت کی کاریگری دیکھتے تھے۔ ٹھنڈی

ہواؤں سے لُطف لیتے تھے ۔ دل کش نظاروں سے خوش ہوتے تھے

آدمؑ نے ایک خُوبصُورت باغ لگا رکھا تھا۔ چھوٹے بیٹے ہابیل نے بھیڑیں پال رکھی تھیں۔ بڑے بیٹے قابیل کو زمین کھود کر بیج بونا، کھیتی باڑی کرنا سکھایا گیا تھا۔ بیٹیاں پھل پھُول چُنتی تھیں۔ اور حوّا اُن سب کے رہنے سہنے اور خوراک پوشاک کا بندوبست کرتی تھی۔ اِس میں بیٹیاں ہاتھ بٹاتی تھیں

آدمؑ اور حوّا نے زمین کے جس ٹکڑے پر اپنا گھر بنایا تھا، وہ بہت سرسبز اور خُوبصُورت تھا۔ اُس کے دونوں طرف ندیاں بہتی تھیں۔ پرندے چہچہاتے تھے۔ جنگلی جانور کلیلیں کرتے پھرتے تھے

وہ جگہ بالکل ایسی بن گئی تھی۔ جیسے جنّت ہی کا حصّہ ہو۔

جگہ کی خُوبصُورتی اور بیٹے بیٹیوں کی خوش گزران

سے ماں باپ کا غم ہلکا ہو گیا تھا۔ جو جنّت سے نکالے جانے کی وجہ سے تھا۔ اور اُس بے چینی میں کمی ہو گئی تھی۔ جو دوبارہ جنّت میں پہنچنے کے لئے تھی۔ اور جس کی وجہ سے آدمؑ اور حوّا ہر وقت دُعائیں کرتے رہتے تھے۔

آدمؑ کے بیٹے اور حوّا کی بیٹیاں آپس میں اس پیار اور محبّت سے رہتے تھے۔ جیسے باغوں کے معصُوم پرندے جو ہر وقت چہچہاتے رہتے ہیں وہ جنگل اور میدان میں گھُومتے پھرتے تھے۔ کہیں کوئی درندہ یا بڑا جنگلی جانور حملہ کر دیتا۔ تو ہابیل اور قابیل مل کر اُسے پتھر مارتے۔ بھگا دیتے۔

سب کو ایک دُوسرے کے دُکھ سُکھ کا دھیان رہتا تھا۔ ہر کوئی دُوسرے کی مدد کو تیار تھا۔ سب ایک ساتھ مل بیٹھ کر خوش ہوتے تھے۔ اور اس میں راحت محسُوس کرتے تھے۔

فرشتے اُن کی ایسی اچھی گزران دیکھ کر اپنے کہے پر نادم ہوتے تھے۔ جب اللہ نے آدمؑ کو

پیدا کیا، تو اُنہوں نے کہا تھا "یہ زمین پر فساد پھیلانے لگا" آدمؑ کے بیٹوں اور حوّا کی بیٹیوں کو امن اور آرام سے رہتے دیکھ کر اُن کا پشیمان ہونا ضروری تھا۔ مگر شیطان گھات میں تھا

شیطان نے قابیل کو بہکایا۔ اور وہ حوّا کی اُس بیٹی سے شادی کرنے پر تُل گیا۔ جس کا بیاہ قابیل سے ہونا تھا۔

آدمؑ نے اُسے سمجھایا۔ اور منع کیا۔ مگر وہ اپنی ہٹ سے باز نہ آیا۔ آخر آدمؑ نے کہا۔ تم دونوں اللہ کے حضور میں اپنی اپنی قربانی پیش کرو۔ جس کی قربانی قبول ہو جائے۔ اُسی کی شادی اُس لڑکی سے ہوگی۔

دونوں بھائیوں نے پہاڑی پر جا کر اپنی اپنی قُربانی پیش کی۔ اِس پر آسمان سے آگ اُتری جس نے ہابیل کی قربانی کو جلا دیا۔ اِس کا مطلب یہ تھا۔ کہ ہابیل کی قربانی اللہ نے قبول کر لی۔ اور قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی۔

وہ جُوں کی توُں پڑی رہی
قابیل اپنے بھائی ہابیل سے جلنے لگا۔ جس پر اِس سے پہلے وہ اپنی جان بھی قربان کر سکتا تھا۔

ایک دن آندھی اور بارش کا ایسا طوُفان آیا۔ اِس زور سے بجلی کڑکی۔ کہ آدمؑ اور آدمؑ کی اولاد سب جھونپڑیوں میں دبک گئے۔ زور کی بارش ہو رہی تھی۔ آندھی اور جھکڑ سے بڑے بڑے درخت اُکھڑ رہے تھے۔ بجلی کے کڑکے سے جانیں سہم جاتی تھیں۔

آخر یہ طوُفان ختم گیا۔ تو آدم اور اُس کے بیٹے بیٹیاں اپنے جھونپڑوں سے نکلے۔ اُن سب کا کیا دھرا چوپٹ ہو گیا تھا۔ آدمؑ کا باغ اُجڑ گیا تھا۔ ہابیل کی بھیڑیں مر گئی تھیں۔ قابیل کی کھیتی برباد ہو چکی تھی

قابیل کو بہت دُکھ ہوُا۔ وہ غم اور غُصّہ میں چِلّایا۔ میری محنت برباد ہو گئی۔ آندھی اور

بارش نے مجھ پر ظلم کیا۔ اور آدمؑ کے اللہ نے میری کوئی مدد نہیں کی۔"

ہابیل کو بھی اپنی بھیڑوں اور بکریوں کے مر جانے کا افسوس ہوا۔ مگر اُس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ اپنے اللہ سے کہا: "میں تیری رضا پر راضی ہوں۔ مجھے اَور بھیڑیں اور بکریاں دے۔"

آدمؑ اور حوّا دُعا مانگ رہے تھے۔ "اے اللہ ہمارے گُناہ معاف کر دے۔ تُو نے ہمیں اپنی رحمت کا سہارا نہ دیا۔ تو ہم برباد ہو جائیں گے۔"

قابیل کو اس سے بھی دُکھ ہوا۔ کہ ہابیل اُس کی طرح پریشان کیوں نہیں۔ اُسے اب کوئی چیز بھلی نہیں معلُوم ہوتی تھی۔ وہ ہر وقت آزردہ اور بیزار رہتا تھا۔

ہابیل نے تھوڑے ہی دنوں میں بھیڑوں اور بکریوں کا گلّہ جمع کر لیا۔ وہ ایک دن اپنی

ہی موج میں بیٹھا تھا - اور گنگنا رہا تھا -

آدمؑ کا باغ اُجڑ گیا -

قابیل کے کھیت برباد ہو گئے -

ہابیل کی بکریاں مر گئیں -

لیکن اے اللہ! مَیں تیری رضا پر راضی ہُوں -

مجھُے اپنی بکریوں کے مر جانے کا غم نہیں -

تیری زمین پر بہت بھیڑیں اور بکریاں ہیں -

مَیں خوش ہُوں -

مَیں تیری رضا پر راضی ہُوں -

قابیل نے اُسے اِس طرح خوش دیکھا - تو اور بھی جَل گیا - سوچنے لگا - یہ خوش ہے - مَیں پریشان ہُوں - آدمؑ کا خُدا اِس پر مہربان ہے - اور مجُھ سے ناراض ہے - ماں باپ بھی اِس کو اچھّا سمجھتے ہیں - اِس کی تعریف کرتے ہیں - مَیں بڑا ہُوں - یہ چھوٹا ہے -

اُس کا غُصّہ دم بدم بڑھتا گیا - اُس نے

ہابیل کو بُلایا - اور سختی سے پُوچھا۔ تُو اِتنا خوش کیوں ہے؟

ہابیل نے کہا - میرا اللہ مجھ پر مہربان ہے۔ مُجھے اپنی بکریوں کے مر جانے کا کوئی غم نہیں۔

قابیل نے گرج کر کہا - تمہارا اللہ تُم پر مہربان ہے - اور مجھ سے خفا ہے - مَیں تم دونوں سے بیزار ہُوں ؛

ہابیل بولا - بھائی! بہکی بہکی باتیں نہ کرو!!

قابیل چلّایا - تمُہارا اللہ ظالم ہے - اور تم بھی۔ ہابیل کو ہنسی آ گئی - اُس نے پہلے کی طرح کہنا شروع کیا - مَیں خوش ہُوں - مُجھے اپنی بکریوں کے مرنے کا کوئی غم نہیں ؛

قابیل آپے سے باہر ہو گیا - جیسے اُس کا سب دُکھ اور پریشانی ہابیل کی وجہ سے تھا - اُس نے ایک بڑا سا پتھّر اُٹھایا - اور ہابیل کے سر پہ دے مارا -

ہابیل کا سر پھٹ گیا - اور اُس نے تڑپ

پھڑک کر جان دے دی۔

فرشتوں کے کانوں میں اُن کے اپنے ہی الفاظ گُونج اُٹھے۔ جو اُنہوں نے اپنے اللہ سے کہے تھے۔

"اے پروردگار! تُو آدمؑ کو زمین پر اپنا نائب بنا رہا ہے۔ یہ تیری زمین پر فساد برپا کریگا۔ خُون گرائے گا۔ مگر ہم ہمیشہ تیری حمد و ثنا میں لگے رہتے ہیں۔"

نوحؑ کی کشتی

حضرت آدمؑ پہلے پیغمبر تھے۔ جنہوں نے اپنے
بیٹوں پوتوں کو اللہ کا پیغام سُنایا۔ اور بتایا کہ
دُنیا میں اِس طرح امن اور آرام سے رہنا۔
اُن کا فرض ہے کہ دُنیا اُن کے پہلے گھر جنّت
کا نمونہ بن جائے۔

اُن کے بعد ساڑھے سولہ سَو برس تک
اُن کی نسل خُوب پھلی پھُولی اور پھیلی ۔ جگہ
جگہ بستیاں بس گئیں ۔ شہر آباد ہو گئے ۔ جتھے

بن گئے - سرداریاں قائم ہو گئیں - لیکن لوگ اپنے باپ حضرت آدمؑ کا پیغام بھول گئے۔ اللہ سے منہ پھیر کر آندھی بارش اور رنج و راحت کے دیوتاؤں کو ماننے لگے - اُن کے بُت بنا کر اُنہیں پُوجنے لگے۔

لُوٹ مار، قتل خُون، دغا فریب ہر قسم کے گناہ کرنے لگے - کمزوروں کو ستانے لگے - اپنی طاقت کے بل پر اُودھم مچانے لگے - حضرت آدمؑ نے جس بھائی بندی کی تعلیم دی تھی، جس رواداری کا سبق دیا تھا - جس طرح اللہ کی عبادت کا حُکم دیا تھا - اُسے بھول گئے - اُس سے غافل ہو گئے۔

اللہ کو اپنی زمین پر فتنہ اور فساد پسند نہیں - اللہ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے نوحؑ کو بھیجا - جو اُنہیں میں پیدا ہوئے۔

آپ نے جب اعلان کیا - کہ مَیں اللہ کا بھیجا ہُوا نبی ہُوں - تو لوگ آپ کا مذاق اُڑانے لگے۔

کوئی کہتا۔ متوسلح کا پوتا پاگل ہو گیا ہے۔ کوئی کہتا۔ لمک کے بیٹے کی عقل ٹھکانے نہیں رہی۔ کوئی کہہ دیتا۔ نوحؑ کے حواس دُرست نہیں رہے۔

بابل کی بستی دریائے فرات کی وادی میں تھی۔ وہاں کے لوگ تمیزدار مشہور تھے۔ اُن کے رہنے سہنے کا ٹھاٹھ بھی مشہور تھا۔ مگر وہ آوارہ اور بداخلاق تھے۔ نیکی بدی میں تمیز نہ رکھتے تھے۔ کوئی عیب اور گناہ کرتے ہوئے نہیں شرماتے تھے۔

نوحؑ نے جب اُنہیں سیدھے راستہ پر آنے کی تلقین کی۔ اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ تو وہ ٹھٹھے اُڑانے لگے۔ کہنے لگے، اپنے اللہ سے کہہ دو۔ ہم پر عذاب نازل کرے۔ ہم دیکھ لیں گے۔ ہم پر کیا عذاب نازل ہوتا ہے۔

اُنہوں نے نوحؑ کو اپنے ایک جلسہ میں

بُلایا۔ اور باز پُرس کی۔ تُو ایسی باتیں کیوں کہتا ہے؟ جن سے چھوٹے لوگ ہماری برابری کا دم بھر سکتے ہیں۔ ہمارے عیب کیوں گنواتا ہے؟ ہمیں اللہ کے عذاب کی دھمکیاں کیوں دیتا ہے؟ اور حکم دیا۔ آیندہ کے لئے زبان بند کر لو۔ ہمارے دیوتاؤں کی بزرگی اور بڑائی کا اقرار کرو۔ اور بھُول کر بھی ایسی باتیں مُنہ سے نہ نکالو۔ جن سے چھوٹے لوگ تُمہارے جال میں پھنس جائیں۔ نہیں تو ہم تمہیں جان سے مار ڈالیں گے۔

اُنہوں نے آپ پر یہ تہمت باندھی۔ کہ وہ اپنے آپ کو نبی ظاہر کر کے اپنا جتھا بنانا چاہتے ہیں۔ قوم کا سردار بننا چاہتے ہیں۔ چھوٹے اور کمین لوگوں کو اُبھار کر عزّت دار اور بڑے لوگوں کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ اُنہیں اپنے مرتبہ سے گرانا چاہتے ہیں۔

نوحؑ نے اُنہیں بہتیرا سمجھایا۔ کہ میں سردار

بننا نہیں چاہتا ۔ میرے سامنے اپنا کوئی لالچ نہیں ۔ مَیں تو تمہیں تمہارے ہی اللہ کی طرف بُلاتا ہُوں ۔ جو ایک ہے اور جس کا کوئی ثانی نہیں، کوئی ساجھی نہیں ۔ اگر تُم عَیب اور گُناہ کی زندگی چھوڑ کر، ظلم اور زیادتی ترک کر کے اس کے حضُور میں نہ جُھکو گے ۔ تو تُم ہلاک ہو جاؤ گے، برباد ہو جاؤ گے۔

اُنہوں نے بہتیرا کہا ۔ میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں ۔ ایک خوفناک سیلاب آنے والا ہے ۔ جو تُمہاری بستیوں کو ویران کر دے گا ۔ کھیتیوں کو بہا لے جائے گا ۔ مال و منال کو برباد کر دے گا ۔ تم سب اُس میں غرق ہو جاؤ گے تُمہارا نام و نشان مٹ جائے گا ۔ مگر اُنھوں نے سُنی اَن سُنی کر دی ۔ آپ کی باتوں پر کچھ دھیان نہ دیا۔

فرات کی وادی میں رہنے والے بابل کے سرداروں اور بڑے آدمیوں نے، اپنے چہرے

اپنے لبادوں میں چھپا لئے۔ کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس لیں۔ گویا کہہ دیا ہم تجھ سے بیزار ہیں۔ تیری باتوں سے بیزار ہیں۔ نہ ہم تیری باتیں سُنیں گے، نہ اُن پر عمل کریں گے۔

اب نوُحؑ نے آخری بار اُنہیں ڈانٹا۔ مگر اُن کے کانوں پر جُوں تک نہ رینگی۔ اُلٹا وہ اَور بھی نڈر اور بےباک ہو گئے۔ اور بولے۔ جاؤ! اُس سیلاب اور طوُفان کا سامان کرو۔ جس کے قصّے کہہ کہہ کر تم بُھڑدلوں کو ڈراتے ہو۔ یاد رکھو! آج کے بعد تُمہیں کہیں بھی زبان کھولنے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔"

جو لوگ نوُحؑ پر ایمان لے آئے تھے۔ اُنہیں یقین تھا، جو طوُفان وہ کہہ رہے ہیں، آ کر رہے گا۔ اِس لئے کہ وہ جانتے تھے۔ نبی صرف وہی کُچھ کہتا ہے۔ جو اللہ کی مرضی اور منشا کے مطابق ہو۔ جس سے اللہ اُسے خبردار کرے۔

نوحؑ نے نافرمانوں کے حق میں بد دُعا کی۔ سبھی نافرمان تھے۔ ماننے والے تو گنتی کے چند آدمی تھے۔ اللہ نے نوحؑ سے ایک کشتی بنانے کو کہا۔ اور بتایا۔ جو کوئی اِس کشتی میں بیٹھ جائیگا۔ وہ تباہی سے بچ جائے گا۔

نوحؑ نے اپنے ساتھیوں اور تین بیٹوں کی مدد سے ایک بڑی کشتی بنائی۔ یہ کشتی دو منزلہ تھی۔ نچلے حصّہ میں تمام حیوانوں اور پرندوں کا ایک ایک جوڑا داخل کیا گیا۔ اُوپر کے حصّہ میں اِنسان سوار ہونے لگے۔

بابل والے دیکھ رہے تھے۔ اور ٹھٹھے اُڑا رہے تھے۔ کشتی میں سوار ہونے والوں کو پاگل اور سودائی کہہ رہے تھے۔ اِس لئے کہ کشتی خشکی پر پڑی تھی۔ اور اُنہیں کچھ خبر نہ تھی۔ کہ کیا ہونے والا ہے۔ مگر کشتی میں سوار ہونیوالے جانتے تھے۔ رات کو پانی کا ایسا طوفان آئیگا۔ کہ وہیں سے کشتی تیرنے لگے گی۔

نوحؑ نے سب کو پکارا۔ "سلامتی چاہتے ہو۔ تو کشتی میں آ جاؤ۔" مگر لوگ ہنستے رہے۔ اُن پر آوازے کستے رہے۔ آخر نوحؑ نے کشتی کے دروازے بند کر لئے۔

اتنے میں شہر سے کچھ لوگ بھاگ کر وہاں پہنچے جہاں تماشائیوں کی بھیڑ کشتی میں سوار ہونے والوں کا مذاق اُڑا رہی تھی۔ اُن لوگوں نے بتایا۔ شہر میں ایک تنور سے پانی کے فوارے پھوٹ نکلے ہیں۔ گلیوں میں پانی بہ رہا ہے۔ راستے رُکے جا رہے ہیں۔

یہ خبر سُن کر سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو بھاگے۔ ساتھ ہی ساتھ آسمان پر گھٹا ٹوپ بادل چھا گئے۔ تیز ہوا چلنے لگی۔ مُوسلا دھار مینہ برسنے لگا۔ زمین پانی اُگل رہی تھی۔ جل تھل ایک ہو گئے پانی پل پل چڑھتا جا رہا تھا۔ عمارتیں گرنے لگیں۔ لوگ پریشان ہو ہو کر اِدھر اُدھر پناہ کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ کوئی مکان کی چھت پر

جا پہنچا۔ تو کوئی درخت پر چڑھ گیا۔ لیکن پانی کے طوفان نے کہیں بھی اُن کا پیچھا نہ چھوڑا۔ مکان گر گئے۔ درخت بہہ گئے۔ لوگ ڈُوب ڈُوب کر مرنے لگے۔ ہر طرف پانی ہی پانی تھا۔ نُوحؑ کی کشتی تیر رہی تھی۔

ایسے میں نُوحؑ نے دیکھا۔ اُن کا بیٹا کنعان ایک ٹیلے پر چڑھ رہا ہے۔ اور بھی بہت سے لوگ ٹیلے پر چڑھ گئے تھے۔ محبّت نے جوش مارا۔ تو اُنھوں نے آواز دی "بیٹا! نافرمانوں کا ساتھ چھوڑ دو۔ آؤ۔ مَیں تمھیں کشتی میں سوار کرا لُوں۔

کِنعان بھی ویسا ہی گمُراہ اور بدکردار تھا۔ جیسے وہاں کے عام لوگ تھے۔ اُس نے وہیں سے جواب دیا۔ مُجھے تمھاری کشتی کی ضرُورت نہیں۔ مَیں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر اپنی جان بچا لُوں گا۔ مگر اِس طوفان سے بچنا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔

پانی نے کسی کا پیچھا نہ چھوڑا۔ کنعان جب ڈُوبنے لگا۔ تو محبّت پھر جوش میں آئی۔ نُوحؑ نے دُعا مانگی۔ الٰہی! میرے بیٹے کو ہلاکت سے بچالے۔ مگر اللہ کی طرف سے جواب آیا۔ تمہارے تو وہی لوگ ہیں، جو تمہارے ساتھ ہیں۔ اِس نافرمان کو تم اپنا کیسے کہتے ہو؟ نُوحؑ نے شرمسار ہو کر اپنا سر اللہ کے حضُور میں جُھکا دیا۔

چالیس دن اور چالیس رات لگاتار بارش ہوئی۔ پہاڑوں کی چوٹیاں بھی پانی میں ڈُوب گئیں۔ نُوحؑ کی کشتی میں جتنے جانور اور اِنسان موجُود تھے۔ ان کے سوا دُنیا کی ہر شے غرق ہو گئی۔ برباد ہو گئی۔ تب کہیں بارش رُکی، اور پانی اُترنے لگا۔

نُوحؑ کی کشتی جُودی پہاڑ کی چوٹی پر جا ٹھہری جسے کوہ ارارات کہتے ہیں۔ ہوتے ہوتے پانی بالکل اُتر گیا۔ زمین نکل آئی۔ اور کشتی میں

سوار ہو کر بچ جانے والوں کی اولاد سے دُنیا پھر آباد ہو گئی۔

وہ لوگ اللہ سے ڈرتے رہے۔ ہمیشہ اُس کی رضا ڈھونڈتے رہے۔

عاد قوم کی تباہی

نوحؑ کے طوفان کو زمانے گزر گئے تھے۔ جو لوگ اِس طوفان سے بچ رہے تھے۔ اُن کی اولاد بہت بڑھی اور پھیلی۔ بستیاں آباد ہوئیں۔ اپنے اپنے ملک اور علاقے مقرّر ہوئے۔ لوگ اچھّا کھانے، اچھّا پہننے اور آرام و آسائش کے نت نئے سامان بنانے لگے۔

اِس دوڑ میں عاد قوم کے لوگ بازی لے گئے۔ جو عرب کے جنوبی ساحل کے ساتھ ساتھ حضرموت کے علاقوں میں آباد تھے۔

یہ لوگ علم، عقل اور تندرستی و توانائی میں سب سے بڑھ کر تھے۔ اور قدآور بھی تھے۔ نوحؑ کے طوفان کا قصّہ اُن تک پہنچتے پہنچتے ایک ایسی داستان بن گیا تھا۔ جیسے اُسکی اصلیّت کچھُ نہیں۔

وہ لوگ مغرور اور مُتکبّر تھے۔ اُنہیں اپنی عقل اور قُوّت پر ناز تھا۔ کئی دوسری قوموں کو اُنھوں نے زیر کر لیا تھا۔ چھین جھپٹ، لُوٹ مار گویا اُن کی تفریح تھی۔ کمزوروں کو ستانا اور تنگ کرنا کھیل تھا۔

اِن لوگوں میں وہ تمام خرابیاں موجُود تھیں۔ جن کی وجہ سے نُوحؑ کی قوم برباد ہوئی۔ جو لوگ نُوحؑ کے طُوفان میں بچ گئے تھے۔ اُن کی کئی نسلیں نیکی اور پارسائی کی زندگی بسر کرتی رہیں۔ مگر اب اُنہی کے بیٹے پوتے اُن کو بھُول چُکے تھے۔ اُن کی تعلیم کو بھُول چُکے تھے۔ اللہ اور اُس کے قہر کو بھُول چُکے تھے۔

وہ خیالی دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے ۔ اپنے میں سے جو لوگ زیادہ طاقت ور، ظالم اور سخت گیر تھے، اُن کی پوجا کرتے تھے ۔ جگہ جگہ بڑے بڑے مندر بنے ہوئے تھے ۔ جن میں دیوتاؤں کے بُت رکھے تھے ۔ اِنسانوں کے بُت رکھے تھے۔ نیکی اور بدی کا فرق اُٹھ گیا تھا ۔ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس والی مثل تھی ۔ ہر طاقتور کو نیک سمجھا جاتا تھا ۔ ہر کمزور بُرا اور قصُور وار تھا ۔ دُنیا کمزوروں کے لئے جہنّم بن گئی تھی۔

اللہ نے اِس قوم کی ہدایت کے لئے ہُودؑ کو بھیجا ۔ وہ لوگوں سے کہتے تھے ۔ تُم علم، عقل اور قوت میں بڑے ہو ۔ تو ان سے اَوروں کی بھلائی کے سامان پیدا کرو ۔ تُم نے دُنیا میں فساد پھیلا رکھا ہے ۔ تُم اللہ کو بھُول گئے ہو ۔ آؤ! سیدھے راستے پر آ جاؤ ۔ بدی اور بدچلنی کو چھوڑ دو ۔ ایسا نہ ہو، تُم پر بھی عذاب آئے اور تُم برباد ہو جاؤ۔"

وہ کہتے تھے! "عقل کی باتیں کرو میاں! کیسا عذاب اور کہاں کا اللہ۔ تم تو ایسی باتیں کرتے ہو۔ جیسی پُرانے لوگوں نے نُوحؑ کے طُوفان کے متعلق گھڑ رکھی ہیں۔ مگر ہم میں اُن کا ماننے والا کوئی نہیں۔ تُم جس قسم کا عذاب لانا چاہتے ہو، لے آؤ۔ ہماری تمہاری دونوں کی پرکھ ہو جائے۔

ہُودؑ بہتیرا کہتے۔ ظالمو! کیوں اپنے آپ پر ظُلم کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ توبہ کا وقت نکل جائے۔ مگر آپ کی آواز اُن کے قہقہوں گُم ہو جاتی۔ کوئی آپ کی کہی پر دھیان نہ دیتا۔

ایک دن لوگوں نے آپ کو گھیر لیا۔ اپنی ایک تماشا گاہ میں لے گئے۔ ہزاروں آدمی جمع ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ اپنے اللہ کے عذاب کا تماشا دکھاؤ۔

لوگ آپ کو ستا رہے تھے۔ آپ کی ہنسی اُڑا رہے تھے۔ آپ نے مایُوس ہو کر آسمان

کی طرف دیکھا - تو کالی اور خوفناک گھٹائیں گھر آئیں - آپ نے لوگوں کو پھر خبردار کیا - اور سمجھایا - کہ اپنے اعمال سے توبہ کر کے آنے والے عذاب سے بچ جائیں - مگر لوگ کہہ رہے تھے :-

یہ بادل تو ہمارے کھیتوں کو سیراب کرینگے. ہمارے باغوں میں پھل پھول لائیں گے. ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آئیں گی - موسم سُہانا ہو جائیگا. تُم اِن بادلوں کو اللہ کا عذاب کہتے ہو. ان سے ہمیں ڈراتے ہو"

وہ نہیں جانتے تھے کہ جُھکے ہوئے بادل مینہ برسانے والی گھٹائیں نہیں - یہ کالی آندھی کا طُوفان ہے - جو اُنہیں تباہ و برباد کر دیگا. بے نشان کر دیگا

دیکھتے ہی دیکھتے گھٹائیں پھیل گئیں - اِس زور کی آندھی چلنے لگی - کہ ہر شے کو اُڑا لئے جاتی تھی - مکانوں کی چھتیں اُڑ رہی تھیں-

درخت اپنی جڑوں سے اُکھڑ رہے تھے ۔ لوگوں نے مکانوں میں چھُپ چھُپ کر اور زمین پر لیٹ لیٹ کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کی ۔ مگر مکانوں میں دب گئے یا آندھی اُنہیں اُڑا لے گئی ۔

ہوا اِس قدر تیز تھی ۔ کہ جسموں میں کھُبی جاتی تھی ۔ اور اِتنی گرم تھی ۔ کہ آدمی کباب ہوئے جاتے تھے ۔

آٹھ دن تک رات دن ۔ برابر آندھی چلتی رہی ۔ باغ اُجڑ گئے ۔ کھیتیاں ۔ برباد ہو گئیں ۔ جاندار مر گئے ۔ عمارتیں گر گئیں ۔ سب کچھُ ریت کے نیچے دَب گیا ۔

آج بھی اِس علاقے میں ہر طرف ریت ہی ریت ہے ۔ اور ایسی لُو چلتی ہے ۔ کہ جسم کو جلا دیتی ہے ۔ کسی کو یہ گمان تک نہیں ہوتا کہ یہاں کبھی سرسبز چراگاہیں ، بارونق باغ اور لہلہاتے ہوئے کھیت تھے ۔ چہل پہل والی بستیاں آباد تھیں ◆

قہر کی بجلی

عاد قوم کی تباہی کے بعد قوم ثمود سامنے آئی۔ وہ لوگ نافرمانوں کا انجام دیکھ چکے تھے۔ مدّت تک ہودؑ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرتے رہے۔ نیکی اور بھلائی پر کاربند رہے۔

وہ یمن سے شام جانے والے راستہ پر قُریٰ کی پہاڑیوں میں آباد تھے۔ اللہ نے انہیں عزّت اور دولت دی۔ ان کا رُعب اور دبدبہ دُور دُور تک بڑھا۔ آخر اُن کے مزاج بدل

گئے۔ اُن میں خود غرضی اور گمراہی آگئی۔ وہ خُدا کو چھوڑ کر دیوتاؤں اور اُن کے بُتوں کو پُوجنے لگے۔

اُن کا عقیدہ ہو گیا۔ کہ ہوا، پانی اور دولت کے الگ دیوتا ہیں۔ اُنہی کی خوشی سے اُن کے کھیت پھلیں پھُولیں گے۔ وہ خوشحال رہیں گے۔ اور اُنہی کی خفگی سے وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

دُور دُور سے لوگ آتے تھے۔ اور وہاں بَس جاتے تھے۔ ایک تو آبادی زیادہ ہو گئی۔ دُوسرے چشمہ کا پانی کم ہونے لگا۔ یہ اللہ کی طرف سے اُن کی آزمائش تھی۔ جس میں وہ پُورے نہ اُتر سکے۔

وہ رواداری اور انسانیت کو بھُول گئے۔ پانی حاصل کرنے کے لئے آپس میں لڑنے لگے، دنگہ فساد کرنے لگے۔ آئے دن تکرار ہوتی۔ تو تُو مَیں مَیں ہوتی اور تلواریں کھِنچ جاتیں۔

ہر کوئی ایک دُوسرے کا دشمن ہو رہا تھا۔ برابر والے تو مقابلہ میں آ جاتے تھے۔ کمزور دَب جاتے تھے۔ زور والے اور بڑے لوگ اُنہیں مارتے تھے۔ اور چشمہ سے دُور ہٹا دیتے تھے۔ وہ اس حد تک ظالم اور سنگ دل ہو گئے تھے۔ کہ کوئی پیاسا مر رہا ہو۔ تو مر جائے۔ مگر اُن کے جانوروں کو اور اُنہیں ضرورت کا پانی مل جائے۔ اُن کی پہل مانی جائے۔

جس قدر خود غرضی بڑھتی گئی۔ لوگ انسانیت سے دُور ہوتے گئے۔ اُسی قدر چشمہ کا پانی کم ہوتا گیا۔ اور ہوتے ہوتے اُن کے باغ اور کھیت خشک ہونے لگے۔

ایسے میں صالحؑ اُن کو نیکی اور بھلائی کا پیغام دے رہے تھے۔ امن اور سلامتی کی تعلیم دے رہے تھے۔ بھائی بندی اور رواداری سے رہنے کا سبق دے رہے تھے۔ اُنہیں اللہ

کی طرف بُلا رہے تھے ۔ دیوتاؤں کی پُوجا سے روک رہے تھے

پانی کی دِقّت زیادہ بڑھی ۔ تو قوم کے بڑے لوگ جمع ہوئے ۔ اُنھوں نے کہا ۔ ہماری مصیبتوں اور دُکھوں کی جڑ صالحؑ ہے ۔ جب یہ نہیں تھا ۔ ہمارے کھیت سرسبز تھے ۔ باغ ہرے بھرے تھے جب سے اس نے ہمارے دیوتاؤں کی بُرائی شرُوع کی ہے ۔ ہمیں اپنے اَن دیکھے خدا کی طرف بُلانا شروع کیا ہے ۔ چشمہ کا پانی کم ہو گیا ہے ۔ ہمارے کھیت سُوکھ گئے ہیں ۔ باغ ویران ہو رہے ہیں ۔ لوگ پیاسے مر رہے ہیں ۔ ہمارے دیوتا ہم سے ناراض ہو گئے ہیں ۔ جب تک ہم اُنہیں خوش نہیں کریں گے ۔ ہماری مصیبت ختم نہ ہوگی ۔

صالحؑ بھی وہاں موجُود تھے ۔ قوم کے بزرگوں نے اُنہیں کہا ۔ صالحؑ تُو بچپن میں بہت نیک اور اچھا تھا ۔ جوان ہو کر تجھے کیا ہو گیا ہے ؟

تو باپ دادا کے دین سے کیوں پھر گیا ہے؟ دیوتاؤں کو ناراض کر کے قوم کی تباہی پر کیوں تُل گیا ہے؟ نئی نئی باتیں کیوں کرنے لگا ہے؟ اَن دیکھے خدا کی باتیں چھوڑ! دیوتاؤں کو منانے کی کوشش کر! اُنہیں خوش کرنے کی تدبیر کر! تاکہ وہ پھر ہم پر مہربان ہو جائیں۔ اپنی برکتیں نازل کریں، ہم اُسی طرح خوشحالی کی زندگی بسر کریں۔ جس طرح ہمارے بزرگ بسر کرتے رہے جس طرح ہم خود اس سے پہلے بسر کر رہے تھے۔

صالحؑ نے کہا۔ یہ مُصیبت اور تکلیف اِس لئے نہیں کہ دیوتا ناراض ہیں۔ یہ اِس لئے ہے۔ تم نے خُدا سے مُنہ موڑ لیا ہے۔ تم بھائی بندی اور نیکی کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ اللہ کی طرف لوٹ آؤ۔ سب سے پیار اور مروت کا سلوک کرو۔ آپس کی پھوٹ سے باز آؤ۔ ایک دوسرے کا حق مارنا چھوڑ دو۔ سب دُکھ دُور ہو

جائیں گے"۔

پھر اللہ کے نام پر ایک اُونٹنی کو کھلا چھوڑ دیا۔ اور کہا۔ اس کو کُھلا پھرنے دو۔ ایک دن چشمے کا پانی یہ پیئے گی۔ ایک دن تم پیئو۔ اس طرح چشمے میں اتنا پانی آئے گا۔ کہ کھیت بھی سیراب ہوں گے۔ باغ بھی ہرے بھرے رہینگے عام استعمال کے لئے بھی پانی ملتا رہے گا۔ اور بتا دیا۔ کہ اگر تم نے اس اُونٹنی کو تکلیف دی۔ اسے کچھ نقصان پہنچایا، تو تم پر خدا کا غضب نازل ہوگا۔ تم برباد ہو جاؤ گے۔

وہ لوگ تھڑدلے اور تنگ نظر ہو چکے تھے۔ وہ اس فیصلہ پر قائم نہ رہ سکے کہ ایک دن پانی اُن کے لئے بند رہے۔ اُنہوں نے نافرمانی کی۔ اُونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ اور صالحؑ سے کہا۔ ہم نے جان بُوجھ کر ایسا کیا ہے۔ تاکہ دیکھیں تمہارا خدا ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے؟

اس سے تیسرے دن ساری وادی کو کالے

بادلوں نے گھیر لیا۔ اِس قدر ہیبت ناک کڑک پیدا ہوئی۔ کہ پتھّر کی عمارتیں بھی لرز گئیں۔ جو اُن لوگوں نے پہاڑوں کو کاٹ کر بنائی تھیں۔ پھر جگہ جگہ خُدا کے قہر کی بجلیاں گرنے لگیں۔ اور سب نافرمان موت کے مُنہ میں چلے گئے

صرف وہ لوگ اِس خوفناک عذاب سے بچے۔ جو صالحؑ کے ساتھی اور ماننے والے تھے۔ اُنھوں نے اِس بستی سے مُنہ پھیر لیا۔ جہاں لاشیں ہی لاشیں تھیں۔ یا پتھّروں کے ڈھیر تھے

آج تک اِس علاقے سے ایسی عمارتوں کے نشان ملتے ہیں۔ جو اُن لوگوں نے پتھّر کاٹ کر بنائی تھیں +

ابراہیمؑ اور نمرود کا قصّہ

نوحؑ کے طوفان کے بعد بابل دُنیا کا سب سے بڑا، خوبصورت اور بارونق شہر تھا۔ جو دریائے فرات کے کنارے آباد تھا

کہتے ہیں۔ بابل کے گرداگرد ایک مضبوط شہر پناہ تھی۔ جس کا گھیر کوئی ساٹھ میل تھا۔ اُس میں ایک سو دروازے تھے۔ ہر دروازے سے ایک سڑک نکلتی تھی، جو سامنے کے دروازے تک پہنچتی تھی۔ بیچوں بیچ ایک بہت بڑا چوک

تھا۔ جہاں ۔بیوپاری لوگ لین دین کرتے تھے۔ عام لوگ اپنی ضرُورت کی چیزیں خریدتے تھے

اِس شہر میں تین چیزیں ایسی تھیں ۔جن کی اور کہیں مثال نہ تھی۔

اُن میں سے ایک تو بجل دیوتا کا مندر تھا۔ جس کے آٹھ مینار تھے۔ اور گھیر کوئی ایک میل کا تھا۔ اُس میں بجل کا بُت رکھا تھا۔ بجل کے چبُوترے سے نیچے دائیں بائیں دو اَور بُت تھے. جن کے سامنے چاندی کا ایک اژدہا اور سونے کے دو شیر تھے

شیروں کے سامنے ایک اور بڑا سا چبُوترہ تھا۔ جس پر دو بڑے بڑے اگرہ دان رکھے تھے۔

دُوسری عجیب چیز نمرُود کا بُرج تھا۔ جس کی سات منزلیں تھیں۔

تیسرے وہاں کے باغ تھے جو اِس کاریگری سے لگائے گئے تھے۔ کہ دُور سے ایسا معلوم ہوتا

تھا کہ ہوا میں لٹک رہے ہیں

بابل کے اس بڑے مندر کو ہیکل کہتے تھے۔ تین بڑے بتوں کے علاوہ بھی کئی چھوٹے بڑے بُت اُس میں موجود تھے۔ ہیکل کے محافظ اور پُجاری کاہن کہلاتے تھے۔

بابل والے اللہ اور اللہ کے احکام کو بھول چکے تھے۔ بجل اُن سب سے بڑا دیوتا بلکہ خداؤں کا خدا تھا۔ رنج راحت اور دُکھ سُکھ کے لئے کئی چھوٹے بُت اور دیوتا تھے۔ جن کی وہ پُوجا کرتے تھے

آذر وہاں کا ایک باکمال بُت گر تھا۔ ابراہیمؑ اُسی کے ہاں پیدا ہوئے۔

اُنھوں نے ہوش سنبھالا۔ تو اُنہیں یہ بات بہت عجیب معلوم ہوئی۔ کہ لوگ اُنہی بتوں کو سجدے کرتے ہیں۔ اُنہی بتوں سے مُرادیں مانگتے ہیں۔ جن کو وہ اپنے ہاتھوں سے گھڑتے اور بناتے ہیں۔ پھر چاند تاروں کی پُوجا کرتے ہیں۔

جو کبھی سامنے ہوتے ہیں۔ کبھی غائب ہو جاتے ہیں

اللہ نے اُنھیں اپنی ہستی سے باخبر کیا۔ اور لوگوں کی ہدایت پر مقرر کیا۔ تو اُنھوں نے لوگوں کو اُس کی طرف بُلانا شروع کیا

وہ ہر کسی کو سمجھاتے۔ کہ مٹی اور پتھر کے بے جان بُت نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اور یہ اِسی سے ظاہر ہے کہ ہم خود اُن کے بنانے والے ہیں۔ چاہیں تو بنائے رکھیں۔ چاہیں تو توڑ دیں۔ مگر لوگ کہتے۔ آزر کے بیٹے کو جانے کیا ہو گیا ہے؟ باپ دادا کے دین کو چھوڑ بیٹھا ہے۔ اُلٹی اُلٹی باتیں کرنے لگا ہے

یُوں تو لوگوں کے پاس اُن کی اِس دلیل کا کوئی جواب نہ تھا۔ مگر ہٹ کی وجہ سے وہ آپ کی بات نہیں مانتے تھے۔ اس پر کچھ دھیان نہ دیتے تھے۔ اگر کوئی توجہ سے آپ کی باتیں

سُنتا بھی تھا۔ تو کہہ دیتا تھا۔ ہمارے بُزرگ انہیں مُورتیوں کے سامنے سر جُھکاتے آئے ہیں۔ ہم اُن کا طریقہ چھوڑ کر تمہارے نئے خُدا کو قبُول نہیں کرتے

وہ لوگ اپنے تیوہاروں پر جب ہیکل میں جاتے تھے۔ اور بُتوں پر چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ تو عجیب نظارہ ہوتا تھا

ہر کوئی پھل پھُول، میوے اور مٹھائیاں لئے جاتا۔ عقیدت کے ساتھ بُتوں کے سامنے اپنی نذر پیش کرتا۔ اُنہیں سجدے کرتا۔ پُجاری بھجن گاتے۔ گھنٹے بجتے۔ ناقُوس پُھنکتے۔ غرض یہ کہ میلہ سا لگ جاتا

ایسے موقعوں پر نمرُود خود بھی پہنچتا اور بُتوں کے سامنے نذرانے پیش کرتا۔ وہ وہاں کا حُکمران ہی نہیں تھا۔ خدا بنا بیٹھا تھا۔ لوگ اُس کے حضُور میں بھی نذرانے پیش کرتے تھے۔ سجدے کرتے تھے

ایک ایسے ہی تیوہار پر جب لوگ ہیکل کے ایک دروازے سے داخل ہو کر، پُوجا کر کے اور چڑھاوے چڑھا کر دُوسرے دروازے سے نکل رہے تھے - ابراہیمؑ ہر کسی کو بُتوں سے ہٹ کر اللہ کی طرف آنے کی دعوت دے رہے تھے. لوگوں کو سمجھا رہے تھے - مٹّی اور پتھّر کے بے جان بُت اِس لائق نہیں، کہ اُن کی پُوجا کی جائے - لوگوں نے نمرُود سے شکایت کی کہ آذر کا بیٹا ہمارے بُتوں کی توہین کرتا ہے - اُن کا مذاق اُڑاتا ہے -

نمرُود پالکی میں سوار اُدھر سے گزرا، تو اُس نے ابراہیمؑ کو بُلایا - اور کہا - لوگ تمہاری شکایت کرتے ہیں - تو آپ نے اُسے بھی یہی تلقین کی

نمرُود نے کہا - اگر ہمارے دیوتا کسی کو نفع یا نُقصان نہیں پہنچا سکتے - تو تم بتاؤ - تمہارا خدا کیا کچھ کر سکتا ہے ؟

ابراہیمؑ نے جواب دیا - میرا اللہ وہ ہے -

جس نے مجھے اور تمہیں پیدا کیا ہے۔ جو ہمیں زندہ بھی رکھتا ہے۔ اور مار بھی سکتا ہے"

نمرود نے مسکرا کر کہا۔ یہ تو مَیں بھی کر سکتا ہُوں۔ جس کسی کو چاہُوں۔ زندہ رہنے دُوں۔ جس کسی کو چاہوں۔ مروا دُوں۔ تمہارے اللہ کی طاقت اور اختیار میں اگر یہی کچھ ہے تو مَیں اسے ماننے کو تیار نہیں ہُوں"

ابراہیمؑ بولے۔ میرے اللہ کے بس میں تو سب کچھ ہے۔ زمین آسمان چاند تارے کُل کائنات اُسی کے قبضہ میں ہے۔ اسی کی طاقت اور قدرت سے موجود اور قائم ہے۔ میرا اللہ ہر روز سُورج کو مشرق سے نکالتا ہے، اُسے مغرب میں گرا دیتا ہے۔ تم میں اور تمہارے بُتوں میں طاقت ہے۔ تو ذرا اتنا کر کے دکھاؤ کہ ایک دن سُورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکلے اور مشرق میں ڈوبے"

نمرود سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ اُس نے

کہاروں کو اشارا کیا - اور اُس کی سواری آگے نِکل گئی -

ایسے ہی بحثا بحثی میں شام ہونے آئی - تو ابراہیمؑ نے لوگوں سے کہا - نادانو! تُم میری بات نہیں مانتے - میرے اللہ کے مُقابلہ میں اپنے مٹّی اور پتھّر کے دیوتاؤں کو اچّھا سمجھتے ہو - مَیں تُمہارے اِن دیوتاؤں کو ایسا مزہ چکھاؤنگا کہ یاد کروگے

میلہ بکھر گیا - لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے - رات ہو گئی - تو ابراہیمؑ کُلھاڑا لے کر ہیکل میں گئے - بُتوں کے سامنے سونا چاندی ، پھَل پھُول ، مٹھائیاں اور میوے ، چڑھاوے کی اَن گِنت چیزیں پڑی تھیں

اُنھوں نے مٹّی اور پتھّر کی اِن مُورتیوں سے کہا - تمہارے سامنے سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہیں - کھانے پینے کی اچّھی سے اچّھی چیزیں رکھی ہیں - پھر کیا وجہ ہے کہ تُم ان

کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ کچھ اُٹھاؤ۔ کچھ سنبھالو، کچھ کھاؤ، کچھ پیو۔ تم تو دیوتا ہو۔ سبھی کچھ تمہارے اختیار میں ہے۔ پھر کیوں تمہارے ہاتھ نہیں بڑھتے؟ کیوں تمہیں حرکت نہیں ہوتی؟ تم کیوں میری باتوں کا جواب نہیں دیتے؟

بُت بھلا کیا بولتے۔ ابراہیمؑ نے اپنا کلہاڑا اُٹھایا۔ اور ایک ایک کر کے اُن سب کو توڑ دیا۔ سوائے ایک کے۔ جس کے کندھے پر کُلہاڑا رکھ کر لوٹ آئے

اگلے روز کاہنوں اور پُوجا پاٹھ کرنے والوں نے مُورتیوں کا یہ حال دیکھا۔ تو بھڑک گئے۔ غضبناک ہو کر پُوچھنے لگے۔ یہ کس کی کرتُوت ہے؟

کچھ لوگوں نے بتایا۔ آذر کا بیٹا کہہ رہا تھا۔ تُمہارے دیوتاؤں کو مزہ چکھاؤں گا۔ تو سب متفق ہو گئے کہ یہ کام ابراہیمؑ ہی کا ہے۔ لوگ ابراہیمؑ کو پکڑ کر لے آئے۔ اور بازپُرس

کرنے لگے۔ تو اُنہوں نے طیش میں آ کر کہا "تم کہتے ہو۔ تمہارے بُت بڑی طاقت اور قوّت کے مالک ہیں۔ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ تو پھر انہیں سے پوچھ لو۔ شاید یہ آپس میں ہی لڑ مرے ہوں۔ بڑے بُت نے طیش میں آ کر سب کو چکنا چور کر دیا ہو۔

لوگوں نے کہا "تم جانتے ہو۔ ہمارے دیوتا بول نہیں سکتے۔ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے۔ پھر کیسے کہتے ہو؟ بڑے بُت نے باقی سب بُتوں کو توڑ دیا ہو گا؟"

ابراہیمؑ بولے۔ نادانو! ابھی تو مَیں بھی کہتا ہُوں کہ تمہارے یہ بُت کچھ نہیں کر سکتے۔ اور تو اَور اپنا بچاؤ بھی نہیں کر سکتے۔ تم اِن سے کیوں ڈرتے ہو؟ اِن کی پُوجا کیوں کرتے ہو؟ اُن سے مُرادیں کیوں مانگتے ہو؟ اِن سے مُنہ پھیر لو۔ اور اللہ کی طرف آؤ۔ جو میرا اور تمہارا سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ سب کا مُحافظ

اور نگہبان ہے۔"

اس پر وہ لوگ آپے سے باہر ہو گئے۔ ہر طرف سے آوازیں اُٹھنے لگیں۔ ہم ابراہیمؑ کو سنگسار کریں گے۔ ہم اسے جلتے ہوئے تنور میں پھینک دیں گے۔ ہم اسے مار دیں گے

کاہنوں اور حکومت کے بڑے لوگوں نے مشورہ کیا۔ اور نمرود کی منظوری سے فیصلہ ہو گیا۔ دیوتاؤں کی توہین کا بدلہ یہی ہے کہ ابراہیمؑ کو جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے۔

پھر کیا تھا۔ ایک بہت بڑی بھٹی تیار کی گئی۔ اُس میں ہزاروں من ایندھن بھر دیا گیا۔ ایندھن پر تیل ڈال کر اُسے آگ لگا دی گئی۔ اور جب پوری شدت کے ساتھ شعلے بھڑکنے لگے۔ تو ابراہیمؑ کو اُس میں پھینک دیا گیا

شام ہونے آئی تھی۔ لوگ خوش خوش اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اپنے خیال کے مطابق

اُنھوں نے اپنے دیوتاؤں کی توہین کا بدلہ لے لیا تھا۔ مگر وہ حیران رہ گئے۔ جب اگلی صُبح اُنھوں نے دیکھا۔ آگ کی بھٹّی گلزار بنی ہوئی ہے۔ اور ابراہیمؑ سبزے پر بیٹھے اپنے اللہ کا شُکر ادا کر رہے ہیں

اِس کے بعد ابراہیمؑ نے اُن لوگوں میں رہنا پسند نہ کیا۔ وہ اپنا وطن چھوڑ کر شام چلے گئے۔ پھر وہاں سے مصر جا پہنچے۔ اور وہاں سے لوٹے تو کنعان کے علاقہ میں بس گئے ۔

سدوم اور عمورہ کی تباہی

لوطؑ ابراہیمؑ کے رشتہ دار تھے۔ مصر اور
شام کے سفر میں وہ اُن کے ساتھ رہے تھے۔
اور اُنہی کے ساتھ کنعان میں آٹھیرے تھے
وہاں اُن دونوں کی بھیڑیں اور بکریاں
اس قدر بڑھیں۔ کہ چرواہے آپس میں لڑنے
لگے۔ اِس پر ابراہیمؑ نے کہا۔ اللہ کی زمین
بہت پھیلی ہوئی ہے۔ ہم میں سے کسی ایک
کو کہیں اَور چلا جانا چاہیئے۔ چنانچہ لوطؑ ایشیائے

کوچک کو چلے گئے۔ جہاں کی پہاڑیوں میں سدُوم اور عمُورہ کی بستیاں آباد تھیں۔

وہاں کے لوگ بہت کم ظرف اور بے حیا تھے۔ کوئی بُری بات ایسی نہ تھی۔ جو اُن میں نہ ہو۔ اُن کے نوجوان اور خُوبصُورت لڑکے عورتوں کی طرح بناؤ سنگار کرتے تھے۔ وہ انہیں اپنے ساتھ لئے پھرتے تھے۔ اُنہیں اپنی محفلوں میں نچواتے تھے۔ اُن سے گانے گواتے تھے۔ اُنہیں مذاق کرتے تھے۔ کام کاج چھوڑ کر آوارہ گھُومتے تھے۔ اور ہر وقت ہا ہا ہی ہی میں لگے رہتے تھے۔

لُوطؑ نے اُنہیں اِن لغو حرکتوں سے روکا۔ بے ہُودہ باتوں سے منع کیا۔ اور سمجھایا یہ باتیں شریفوں کی نہیں، رذالوں کی ہیں۔ مردوں کو یہ حرکتیں زیب نہیں دیتیں۔ اللہ انہیں پسند نہیں کرتا۔ مگر چند آدمیوں کے سوا کسی نے اُن کی باتوں کو توجّہ سے نہ سُنا۔

اُن کے کہے پر عمل نہ کیا۔

لُوطؑ سے تو لوگ بیزار ہی تھے۔ جن لوگوں نے اُن کی پیروی کی، اُن کا ساتھ دیا۔ اُن سے بھی نفرت کرنے لگے۔ اُن کو ستانے لگے۔ اُنہیں نکّو بنانے لگے۔

لوطؑ نے اُنہیں بار بار سمجھایا۔ اور بتایا۔ کہ تُم نے بے حیائی کی باتیں نہ چھوڑیں۔ تُم اپنی ذلیل حرکتوں سے باز نہ رہے۔ تو اللہ کا قہر تُم پر نازل ہوگا۔ تُم برباد ہو جاؤ گے۔ تمہارا نام و نشان مٹ جائے گا۔ مگر کون سُنتا تھا؟

آخر اللہ نے دو فرشتوں کو لُوطؑ کے پاس بھیجا۔ کہ آنے والے عذاب سے اُنہیں خبردار کر دیں۔ اور کہیں۔ صُبح ہونے سے پہلے بستی سے نکل جائیں۔

لُوطؑ نے اپنی بیوی سے ذکر کیا۔ جو سدُوم کے سردار کی بیٹی تھی۔ اور بُتوں کی پُوجا کرتی

بھی ۔ اُس نے کہا ۔ تم تو ہمیشہ بے تُکی باتیں کرتے ہو ۔ تم جہاں چاہو ۔ چلے جاؤ ۔ اور اپنی بیٹیوں کو بھی ساتھ لے جاؤ ۔ مَیں کہیں نہیں جاؤنگی ۔ یہاں کسی قسم کا کوئی عذاب نہیں آئے گا ۔ مَیں صُبح مندر میں جاؤنگی ۔ اور بڑے بُت کے سامنے اپنی نذر پیش کروں گی ۔ جب تک وہ ہم پر مہربان ہے ۔ ہمیں کسی قسم کا ڈر اور خوف نہیں ۔

لوگوں نے لُوطؑ کے مکان کو گھیرے میں لے رکھا تھا ۔ وہ اُنہیں بے عزّت اور ذلیل کرنے پر تُلے ہوئے تھے

رات کے پچھلے حِصّہ میں لُوطؑ اپنی بیٹیوں اور فرشتوں کے ساتھ چُپکے چُپکے اپنے گھر سے نکلے ۔ اپنے ساتھیوں کو لے کر صُبح ہونے سے پہلے سدُوم اور عمُورہ کی حدُود سے نکل گئے ۔

پہرہ داروں کو کچھ خبر نہ ہوئی

سُورج نکلا ۔ تو لوگ لُوطؑ کے گھر کے سامنے

جمع ہوئے۔ اُنہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ لُوطؑ کی بیوی باہر آئی۔ اُس نے لوگوں کو بتایا کہ وہ چلے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی کہا۔ مَیں نے بڑے بُت کے سامنے چڑھاوا چڑھانے کی منّت مانی ہے۔ چڑھاوے کی رسم ادا کرنے کی تیاری کی جائے۔

لُوطؑ کی بیوی پالکی میں سوار ہوئی۔ لوگوں نے جلُوس بنایا۔ گھڑیال بجنے لگے۔ بھجن گائے جانے لگے۔ اس طرح سب لوگ مندر کو چلے۔ تاکہ اگر کوئی عذاب آنے والا بھی ہے۔ تو بڑے بُت کی مہربانی سے ٹل جائے

جلُوس مندر میں پہنچ گیا۔ گھڑیال اَور بھی زور زور سے بجنے لگے۔ بھجنوں کی آواز پہلے سے بلند ہو گئی۔ لُوطؑ کی بیوی نذر لے کر بُت کے سامنے پہنچی ہی تھی۔ کہ بھونچال کا ایک سخت جھٹکا آیا۔ نذرانہ کی طشتری ہاتھوں سے گر گئی۔ اور لوطؑ کی بیوی بُہت سے آدمیوں سمیت مُنہ

کے پل گر گئے۔ ساتھ ہی عمارتیں بھی گرنے لگیں۔ پہاڑ کی چوٹی سے لاوا پھوٹا۔ اور سدوم کی بستی پر کھولتے ہوئے پانی، آگ، گندھک اور پتھروں کی بارش ہونے لگی۔ ہر طرف پتھراؤ ہو رہا تھا۔ آگ برس رہی تھی۔ سدوم کی عمارتیں جلنے لگیں، گرنے لگیں۔

گلی کوچوں میں ہر طرف کالے پانی کا سیلاب آگیا۔ لوگ جل جل کر، دم گھٹ گھٹ کر اور پانی میں ڈوب ڈوب کر مر رہے تھے۔ آخر بھونچال کا ایک اور خوفناک جھٹکا آیا۔ اور سدوم کی بستی زمین میں دھنس گئی۔

سدوم اور عمورہ کی بستیوں کا یہ انجام اوروں کے لئے عبرت کا نشان بن گیا۔ دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں۔ بدی کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔ قدرت ہر حال میں نیک لوگوں کی مدد کرتی ہے۔

خانہ کعبہ کی تعمیر

ابراہیمؑ اور اُن کی بیوی سائرہ بُوڑھے ہو رہے تھے۔ مگر اُن کا بیٹا کوئی نہ تھا۔ سائرہ نے ابراہیمؑ کو دُوسری شادی کی اجازت دے دی۔ مگر یہ وعدہ لے لیا۔ کہ اُن کی دُوسری بیوی اور اُس کی اَولاد سائرہ کا ہر حکم مانے گی۔

ابراہیمؑ نے شادی کر لی۔ اُن کی دُوسری بیوی کا نام ہاجرہ تھا۔ ہاجرہ کے لڑکا پیدا ہوُا جس کا نام اسمٰعیلؑ رکھا گیا۔

سائرہ کو ہاجرہ کے بیٹے اسمٰعیلؑ سے محبّت تھی۔ مگر جب سائرہ کے ہاں اسحٰقؑ پیدا ہوئے۔ تو سائرہ کو ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ سے محبّت نہ رہی یہی نہیں بلکہ اُن سے اِتنی عداوت ہو گئی۔ کہ ایک ساتھ رہنا گوارا نہ رہا۔

سائرہ نے ابراہیمؑ سے کہا۔ ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو اِتنی دُور بھیج دیا جائے۔ کہ اُن کی کوئی خبر بھی مجھ تک نہ پہنچے۔

سائرہ کی یہ خواہش سراسر ناجائز تھی۔ کیونکہ ہاجرہ اور ابراہیمؑ شادی کے موقع پر وعدہ کر چکے تھے۔ کہ ہاجرہ اور اُس کی اولاد سائرہ کا ہر حکم مانے گی۔ اِس لئے ابراہیمؑ بہت پریشان ہوئے۔ اُنہوں نے سائرہ سے کہا۔ نرمی سے کام لو۔ ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو ناحق اِتنی سزا نہ دو۔ مگر وہ نہ مانی۔ اور ماں بیٹے کو گھر سے نکالنے میں جس قدر دیر ہوتی گئی۔ سائرہ کا غصّہ اُسی قدر تیز ہوتا گیا۔ بدمزگی بڑھتی گئی۔

آخر ہاجرہ نے ابراہیمؑ سے کہا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ سائرہ کو خفا نہ کریں۔ مَیں اُس کی خوشی کی خاطر کہیں دُور چلی جاتی ہوں۔ محنت مزدُوری سے اپنا اور بچے کا پیٹ پال لُونگی۔

ابراہیمؑ نے اسے بھی ایک آزمائش سمجھا۔ اُنھوں نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے ہاجرہ اور اسمٰعیل کو تقدیر کے حوالے کر دیا۔ راستے کی ضرُورت کے لئے جو کچھ سائرہ نے دیا۔ ہاجرہ نے اُسے قبُول کیا۔ اور اپنے بچّے کو لے کر کنعان سے نِکل گئی۔

ایک دن ہاجرہ ریگستان میں سفر کر رہی تھیں۔ اسمٰعیلؑ نے پانی مانگا۔ مشکیزہ خالی تھا۔ دُور دُور تک ریت ہی ریت پھیلی ہوئی تھی۔ پانی کا نام و نشان نہ تھا۔

ہاجرہ بیٹے کو تسلّیاں دیتے ہوئے اللہ پر آس لگائے پہاڑوں کی طرف بڑھتی گئیں۔ جن کی سیاہ چوٹیاں دُور سے نظر آ رہی تھیں۔

گرمی کا موسم، ریگستانوں کی جھلسا دینے والی لُو، پہاڑ تک پہنچتے پہنچتے اسمٰعیلؑ بے کل ہو گئے۔ تھکن اور پیاس کی شدّت سے اُن کے قدم رُک گئے۔ اور وہ ایک ایسی جگہ گر گئے۔ جہاں سُوکھی سڑی گھاس کی پتّی تک بھی نہ تھی۔

ہاجرہ پریشان ہو کر ننگے پاؤں ایک پہاڑی کی طرف بھاگیں۔ کہ شاید وہاں کوئی چشمہ ہو۔ کوئی کنواں ہو۔ جہاں سے وہ اپنے بچّے کے لئے پانی لائیں۔ جو پیاس کی شدّت سے بیہوش ہوا جاتا تھا۔

ہانپتے ہانپتے ہاجرہ ایک پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ چاروں طرف دیکھا۔ مگر پانی کا نشان نہ ملا۔ پھر وہاں سے اُتریں، اور دوڑ کر دُوسری پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ مگر وہاں بھی پانی کا نشان نہ ملا۔ تو اُن کے دل میں وسوسے پیدا ہونے لگے۔ دل پر یہ ہَول چھانے لگا۔ جانے کیا ہو جائے گا۔ وہ گھبرا کر بے اختیار اِدھر اُدھر بھاگیں۔

کبھی اِس پہاڑی پر، کبھی اُس پہاڑی پر۔ اِسی طرح ان پہاڑیوں کے درمیان سات چکر کاٹے۔ جن کو صفا اور مروہ کہتے ہیں۔ اِسی واقعہ کی یاد میں حاجی لوگ آج تک صفا اور مروہ کے درمیان سات دوڑیں لگاتے ہیں۔ جن کو سعی کہتے ہیں۔

اتنی بھاگ دوڑ پر بھی پانی کا کوئی نشان نہ ملا تھا۔ ٹانگیں جواب دے رہی تھیں۔ بےچین بیٹے کی طرف لوٹیں۔ جانے اس پر کیا بیتی ہے؟

ہاجرہ اپنے بچّے کے قریب پہنچیں۔ تو وہ دم توڑ رہا تھا۔ اور ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ مامتا کے مارے اُن کی آنکھوں میں دُنیا اندھیر ہو گئی۔ وہ آگے بڑھ کر بیٹے کو اپنی گود میں لینے لگیں۔ تو مارے خوشی کے اُن کی باچھیں کھِل گئیں۔ بیٹے کی ایڑیوں کی رگڑ سے چشمہ پھوٹ نکلا تھا۔

ہاجرہ نے پانی کی بوندیں اسمٰعیلؑ کے حلق میں ٹپکائیں۔ تو اُن کے مُردہ جسم میں جان آ گئی۔ اُنہوں نے تر و تازہ ہو کر آنکھیں کھول دیں۔ ہاجرہ بیٹے کی بلائیں لینے لگیں۔ اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنے لگیں۔ کہ اُس نے اُن کی مامتا پر آنچ نہ آنے دی۔

چشمہ کا پانی بہت ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔ ہاجرہ وہیں رہنے لگیں۔ کہ راہ چلتے بھولے بھٹکے مسافروں کو پانی پلایا کریں گی۔

یہ جگہ شام سے ملکِ سبا کو جانے والے راستے پر تھی۔ جس پر تاجروں کے قافلے آتے جاتے رہتے تھے۔ لوگوں نے اِس چشمہ کو اسمٰعیلؑ کی برکت اور ایک نعمت سمجھا۔ آنے جانے والے ہاجرہ کو پانی کا محصُول دینے لگے۔ اور ماں بیٹے کے گزارے کی سبیل ہو گئی۔

اُنہیں وہیں بیٹھے بٹھائے ضرورت کی سب چیزیں مہیّا ہونے لگیں۔ ماں بیٹے نے وہیں

ایک جھونپڑا بنا لیا - اطمینان سے رہنے لگے۔
چند سال کے بعد سائرہ کا انتقال ہو گیا۔
تو ابراہیمؑ اُس جگہ کی تلاش میں نکلے - جہاں آدمؑ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے - تاکہ وہاں اللہ کا گھر بنائیں - وہ پھرتے پھراتے وہاں پہنچ گئے - ہاجرہ کے جھونپڑے کے پاس پہنچ کر اُن کی اُونٹنی آپ سے آپ ٹھہر گئی۔
ابراہیمؑ نے اُونٹنی سے اُتر کر ٹُوٹے پھُوٹے پتھّروں کو دیکھا - تو پُرانی عمارت کے کچھ نشان نظر آئے - اُنہیں خیال آنے لگا - یہی وہ جگہ ہے - مَیں جس کی تلاش میں نکلا ہُوں - ساتھ ہی جبرئیلؑ نے خبردار کیا - واقعی یہ وُہی جگہ ہے
ابراہیمؑ بہت خوش ہوئے - اللہ کے حضور سجدے میں گر گئے - اُس کی حمد اور تعریف کرتے رہے - شکر ادا کرتے رہے - کہ اُن کی کوشش کامیاب ہوئی۔

اُنھوں نے کچھ دیر کے بعد سجدہ سے سر اُٹھایا۔ تو دیکھا۔ اُن کی جان نثار بیوی ہاجرہ اور بیٹا اسمٰعیلؑ بھی اُن کے ساتھ سجدے میں ہیں۔ تو اُن کا رُواں رُواں اللہ کا شُکر بجا لانے لگا۔

ہاجرہ، اسمٰعیلؑ اور ابراہیمؑ تینوں بہت خوش تھے۔ کہ آزمائش کا زمانہ ختم ہو گیا۔ جُدائی کا دُکھ جاتا رہا۔

چند روز کے بعد باپ بیٹے نے آدمؑ کی عبادت گاہ کو نئے سرے سے بنایا۔ اور اپنے اللہ سے دُعا کی :۔

اے اللہ! ہم کو پالنے والے اور ہمارے نگہبان! ہماری یہ خدمت قبول کر۔ ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھ۔ ہمیں اپنی خوشنودی حاصل کرنے کے طریقے سکھا۔ ہماری خطاؤں کو درگزر کر۔ تو ہی رحم کرنے والا، اور درگزر کرنے والا ہے۔

اے ہمارے پروردگار! ہماری نسل سے ایسی اُمت پیدا کر، جو تیری فرمانبردار ہو۔ اُن ہی میں سے اُن کی ہدایت کے لئے رسُول بھیجنا۔ جو اُنہیں تیری آیتیں پڑھ کر سُنائیں۔

اے ہمارے اللہ! تُو ہی اختیار والا ہے۔ تُو ہی تدبیر کرنے والا ہے۔

آج یہ بتانے کی ضرُورت نہیں کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی یہ دُعا کیسے پُوری ہوئی۔ خانہ کعبہ کے قریب چاہ زمزم وہی چشمہ ہے۔ جو اسمٰعیلؑ کی ایڑیوں کی رگڑ سے پھُوٹا تھا۔ اور صفا مروہ کی پہاڑیاں ہر سال حج کے موقع پر اس کی گواہی دیتی ہیں۔

قربانی کی پہلی عید

ابراہیمؑ نے خواب دیکھا۔ وہ اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کے گلے پر چھُری پھیر رہے ہیں۔ اُنہیں خیال آیا۔ میرا اللہ مجھ سے قُربانی چاہتا ہے۔

اُنہوں نے کئی اُونٹ ذبح کئے۔ اور اُن کا گوشت غریبوں میں بانٹ دیا۔

اگلی رات اُنہوں نے پھر وُہی خواب دیکھا۔ تو صُبح اُٹھ کر پھر کئی اُونٹ ذبح کئے۔ اور اُن کا گوشت غریبوں میں بانٹ دیا۔ اُنہوں نے سوچا۔

اللہ مجھ سے اور قربانی چاہتا ہے۔

اس سے اگلی رات اُنھوں نے پھر یہی کچھ خواب میں دیکھا۔ اور ساتھ ہی یہ آواز سُنی۔ ہم تیرے بیٹے اسمٰعیلؑ کی قربانی چاہتے ہیں۔

یہ آواز سُنتے ہی آپ بستر سے اُٹھ بیٹھے۔ آپ کو افسوس ہوا۔ کہ پہلے ہی دن اُن کی سمجھ میں یہ بات کیوں نہ آئی۔ اُنھوں نے اللہ سے اپنی اِس کوتاہی کی معافی چاہی۔ اور شکر کا سجدہ ادا کیا۔ کہ اللہ نے اُن سے بیٹے کی قربانی طلب کی ہے۔

اسمٰعیلؑ ابھی بچّہ ہی تھے۔ مگر باپ نے جب بتایا۔ کہ اللہ نے اُن کی قربانی طلب کی ہے۔ تو بہت خوش ہوئے۔ کہ اُنھیں اللہ نے اپنے ہاں بُلایا ہے۔

ہاجرہ بھی خوش تھیں۔ کہ بیٹا اللہ کی راہ میں قربان ہو رہا ہے۔

باپ بیٹا ماں سبھی خوش تھے۔ اور کیوں نہ

ہوتے۔ اللہ کی رضا سے بڑھ کر اُنہیں کوئی چیز پیاری نہ تھی

قُربانی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ ماں نے بیٹے کو نہلایا۔ کنگھی کاجل سے سجایا۔ خوشبُو لگائی۔ باپ ایک پتھّر پر چھُری تیز کرنے لگے۔

شیطان نے باپ کے دل میں وسوسے پیدا کیئے۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ اُس نے ماں کو بہکایا۔ تُمہارا خاوند دیوانہ ہو گیا ہے۔ سودائی ہے جو خواب کی بات پر یقین کر کے بیٹے کو ذبح کر رہا ہے۔ مگر اُسے کامیابی نہ ہوئی۔

ہاجرہ بولیں۔ نبی کا کوئی کام اللہ کی رضا کے خلاف نہیں ہوتا۔ اور نبیوں کے خواب جھُوٹے نہیں ہوتے

ماں نے بیٹے کا ماتھا چُوما۔ باپ بیٹا اللہ کے گھر کو چل دیئے۔ جہاں باپ کے ہاتھوں بیٹے کو قربان ہونا تھا۔

ابراہیمؑ نے بیٹے کو قُربان کرنے کے لئے زمین

پر لٹایا۔ تو آنکھوں پر پٹی باندھ لی۔ کہ محبت کے جوش میں ہاتھ نہ رُک جائے

اُن کی زبان پر تکبیر جاری ہو گئی۔ اُنھوں نے کہا۔ میری نماز، میرا رہنا سہنا، میری موت، میری زندگی سب میرے اللہ کے لئے ہے۔ اُس کی راہ میں قربان ہے۔ جو سب کا نگہبان اور سب کو پالنے والا ہے۔ جس کا کوئی ثانی نہیں۔ کوئی ساجھی نہیں۔ میں اُس کے حکم پر اپنا سر خم کرتا ہوں۔

اِتنا کہتے ہوئے اُنھوں نے بیٹے کے حلق پر چھُری چلا دی۔ اور بیٹے کی خون میں لتھڑی ہوئی لاش دیکھنے کے لئے پٹی کھولی۔ تو دیکھا۔ بیٹے کی جگہ دُنبہ ذبح ہُوا پڑا ہے۔ اسمٰعیلؑ پاس کھڑے مُسکرا رہے تھے۔

اُس وقت جبریل نے کہا۔ اللہ کو تمہارے بچے کے خون اور گوشت پوست کی ضرورت نہ تھی۔ اُس نے تمہارا امتحان لیا ہے۔ آزمائش

کی ہے۔ تم امتحان میں پورے اُترے۔ تمہارے پروردگار نے اسمٰعیلؑ کی جگہ قربانی کے لئے یہ دُنبہ بھیج دیا۔

مَیں تمہیں، تمہارے بیٹے اور تمہاری بیوی کو اللہ کی خوشنودی کا پیغام دینے آیا ہُوں۔

باپ بیٹے نے یہ خوشخبری سُنی، تو اللہ کے حضور سجدے میں گر گئے۔

یہ تھی پہلی قربانی کی عید۔ جو ابراہیمؑ خلیل اللہ کے گھر میں منائی گئی۔

دُنیا کے مُسلمان یہی عید ہر سال مناتے ہیں *

یوسفؑ کا قِصّہ

یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے - دس ایک بیوی سے - دو ایک بیوی سے - ان دو میں سے بڑے یوسفؑ تھے - چھوٹے کا نام بِن یامین تھا -

یُوسفؑ کو اللّٰہ نے بہت پیاری اور بھولی صُورت دی تھی - جو کوئی بھی اُنہیں دیکھتا تھا - اُس کا جی اُن کی طرف کھنچا جاتا تھا - وہ چاہتا تھا - اُنہیں دیکھتا ہی رہے -

یعقُوبؑ بھی یُوسفؑ کو باقی سب بیٹوں سے

زیادہ چاہتے تھے۔ اُن کی دیکھ بھال سب سے زیادہ کرتے تھے۔ اِس لئے بنیامین کے سوا باقی دسوں کے دس بھائی یوسفؑ سے جلتے تھے۔ اُنہیں اچھا نہ سمجھتے تھے۔

ایک دن یوسفؑ نے باپ سے کہا۔ مَیں نے خواب دیکھا ہے۔ مَیں ایک بیش قیمت تخت پر بیٹھا ہُوں۔ اور چاند سُورج گیارہ چمکتے ہوئے تاروں کے ساتھ ادب سے میرے سامنے جُھکے ہُوئے ہیں۔

یعقوبؑ کو یقین ہو گیا۔ یُوسفؑ کو نبوّت اور خلافت ملے گی۔ اِتنی عزّت حاصل ہو گی کہ ماں باپ اور بھائی اُس کے سامنے جُھک جائیں گے۔

اُنہوں نے کہا۔ بیٹا! اللہ تجھے عزّت اور دولت دے گا۔ اور تاکید کی اپنا یہ خواب بھائیوں کو نہ بتانا۔ وہ تم سے جلتے ہیں۔ اور تمہاری بھلائی نہیں چاہتے۔

یُوسفؑ کے بھائیوں نے خواب سُن پایا۔ اور

اُنہیں اِس خواب کا مطلب بھی معلوم ہو گیا۔
اِس پر وہ اَور بھی جل گئے

اُنھوں نے فیصلہ کیا۔ کسی طرح یُوسفؑ کو ٹھکانے لگا دیں۔ تاکہ ایسا وقت نہ آئے۔ کہ یُوسفؑ کو عزّت اور رُتبہ ملے۔ اور وہ اُس کے سامنے ادب سے سر جُھکائے کھڑے ہوں۔

اُنھوں نے سَیر شکار کا بہانہ بنایا۔ اور یُوسفؑ کو اپنے ساتھ جنگل میں لے گئے۔ یُوسفؑ کا چھوٹا بھائی بنیامین ابھی بہت چھوٹا تھا۔ وہ ساتھ نہ گیا۔

یعقُوبؑ کا جی نہیں چاہتا تھا۔ کہ یُوسفؑ کو ان بھائیوں کے ساتھ جانے دیں۔ جو بھائی نہیں، بھائی کے بدخواہ ہیں۔ مگر اُنھوں نے اُن پر شک کرنا اور اُن کا دل توڑنا پسند نہ کیا

جنگل میں پہنچ کر وہ مشورہ کرنے لگے۔ کہ یُوسفؑ کی جان کس طرح لیں۔ طے پایا۔ مارنے اور قتل کرنے کی بجائے یُوسفؑ کو کسی اندھے

کنوئیں میں پھینک دیا جائے۔ کوئی سانپ بچھو کاٹ کھائے گا۔ نہیں تو بھوک اور پیاس زندگی ختم کر دے گی۔

پھر کیا تھا۔ گھوم پھر کر اُنھوں نے یوسفؑ کو ایک اندھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ اور اُن کا کُرتہ کسی جانور کے خون میں لت پت کر کے لے گئے۔ جو اُنھوں نے یوسفؑ کے بدن سے اُتار لیا تھا۔

گھر پہنچ کر اُنھوں نے یعقوبؑ کو یہ کہانی سُنائی۔ کہ یوسفؑ کو ایک بھیڑیے نے پھاڑ کھایا ہے۔ یہ سُن کر یعقوبؑ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور اُن کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔

اگلے دن صبح ہی صبح اُنہیں میں سے ایک بھائی اُس اندھے کنوئیں پر پہنچا کہ دیکھے یوسفؑ پر کیا بیتی۔ جانے اُسے اپنی اس حرکت پر ندامت تھی۔ یا بھائی کی بے بسی پر ترس آ

گیا تھا۔ مگر اُس نے اپنے بھائی کو ایک قافلہ کے آدمیوں میں بیٹھے دیکھا۔ تو پھر اُس کے دل میں جلن پیدا ہو گئی۔

یُوسف ؑ نے سہمی ہوئی آواز سے بھائی کو پُکارا۔ مگر بھائی نے مُنہ پھیر لیا۔

قصّہ یُوں ہُوا۔ کہ بھائی یُوسف ؑ کو کنوئیں میں پھینک کر چلے گئے۔ تو شام کے وقت مصر کے تاجروں کا ایک قافلہ وہاں آ ٹھیرا۔ جو شام سے تجارت کا مال لے کر اپنے وطن کو لَوٹ رہا تھا۔

قافلہ کا ایک شخص پانی لینے کے لئے کنوئیں پر پہنچا۔ اور اُس نے کنوئیں میں ڈول ڈالا۔ تو یُوسف ؑ نے رسّی پکڑ لی۔

اُس شخص نے یُوسف ؑ کی چاند سی صُورت دیکھی۔ تو بہت خوش ہُوا۔ اُس نے سوچا۔ اِتنے خُوبصُورت لڑکے کو غلام بنا کر بیچُونگا۔ تو خاصی رقم وصُول ہوگی۔ وہ یُوسف ؑ کو کنوئیں سے نکال

کر اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

بھائی نے جانے یہ سوچا کہ قافلہ والوں نے یوسفؑ کو چھوڑ دیا۔ تو بڑی خرابی ہوگی۔ وہ قافلہ والوں سے جھگڑنے لگا۔ یہ لڑکا تو ہمارا غلام ہے۔ ہم اسے نافرمانی کی سزا دینے کے لئے کنوئیں میں ڈال گئے تھے۔ تم نے اسے کیوں نکالا؟

تھوڑی سی تکرار کے بعد قافلہ والوں نے کچھ دام دیئے۔ اور اُن کے بدلے میں بھائی کو بیچ دیا۔

یوسفؑ کی آنکھیں بے بسی کے ساتھ بھائی کو تکتی رہیں۔ مگر وہ منہ پھیر کر گھر لوٹ گیا

سالوں پر سال گزر گئے۔ اپنے پیارے بیٹے کی یاد یعقوبؑ کے دل سے محو نہ ہوئی۔ وہ ہر کسی سے پوچھتے۔ میرے یوسفؑ کو کہیں دیکھا ہے؟ میرے یوسفؑ کی کوئی خبر سناؤ۔ مگر کوئی بھی کچھ نہ بتا سکتا۔ اُن کو یقین نہیں آتا تھا۔

کہ اُن کے بیٹے کو بھیڑیے نے کھا لیا ہے۔

قافلہ والوں نے مصر پہنچتے ہی منڈی میں لے جا کر یوسفؑ کو بیچ دیا تھا۔ خریدار مصر کے بادشاہ کا ایک بڑا درباری تھا۔ جس کو عزیز مصر کہتے تھے۔ اُس کی بیوی نے جب اتنے خوبصورت غلام کو دیکھا۔ تو بہت خوش ہوئی۔

اُن کے ہاں کوئی بیٹی بیٹا نہ تھا۔ اُنھوں نے یوسفؑ کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ پیار اور محبّت سے اُنہیں پالا پوسا، پروان چڑھایا۔ مگر جوان ہو جانے پر عزیز مصر کی بیوی نے اُن پر بدچلنی کی تہمت لگائی اور قید کرا دیا۔

یوسفؑ اللہ کی رضا پر راضی قیدخانے میں دن کاٹ رہے تھے۔ وہاں اُن کی نیکی اور پارسائی کا چرچا ہوا۔ یُوں بھی ہر کوئی اُن کی طرف کھنچا آتا تھا۔ مُصیبت کے مارے قیدی اُن سے اپنا دُکھ درد بیان کرتے تھے۔

اُن سے اپنے جی کی باتیں کہہ کر اپنے دلوں کا بوجھ ہلکا کرتے تھے۔ وہ اُنہیں صبر، شکر، نیکی اور بھلائی کی تلقین کرتے تھے۔

قیدخانہ میں بادشاہ کے دو خاص ملازم بھی لائے گئے۔ جو کسی الزام میں پکڑے گئے تھے۔ وہ بھی اُن کے ساتھ قید کی مُصیبت جھیل رہے تھے۔ کڑیاں سہہ رہے تھے۔

ایک رات اُن دونوں نے خواب دیکھے۔ اور صبح یوُسفؑ سے ذکر کیا۔

ایک نے کہا۔ مَیں نے دیکھا۔ مَیں انگور کا رَس نچوڑ رہا ہُوں۔

دُوسرا بولا۔ مَیں نے دیکھا۔ میرے سر پر روٹیوں کا ٹوکرا ہے۔ جس پر چیلیں اور کوّے جھپٹ رہے ہیں۔ اور روٹیوں کے ٹکڑے اُٹھا کر لئے جاتے ہیں۔

آپ نے اُن دونوں سے کہا۔ پہلے تُم اللہ پر ایمان لاؤ۔ پھر مَیں تمہیں تمہارے خوابوں

کا مطلب بتاؤں گا۔ اور اس کے بعد پہلے قیدی سے کہا۔ تُم پھر سے بادشاہ کے پاس اپنی نوکری پر چلے جاؤ گے۔ دُوسرے کو بتایا۔ تم سُولی پر لٹکائے جاؤ گے۔ چیلیں اور کوّے تُمہارا گوشت نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

پھر پہلے شخص سے کہا۔ جب تُم بادشاہؑ کے پاس اپنی نوکری پر چلے جاؤ۔ تو اُس سے میرا ذکر کرنا۔ کہنا۔ ایک شخص جھُوٹی تہمت کی بنا پر جیل میں پڑا سڑ رہا ہے۔

کچھ دنوں کے بعد دونوں کے مقدّموں کا فیصلہ ہو گیا۔ انگور کا رَس نچوڑنے والا اپنی نوکری پر چلا گیا۔ وہ بےقصُور پایا گیا۔ دُوسرے شخص کو سُولی پر لٹکایا گیا۔ وہ مجرم تھا۔

الزام سے بری ہو جانے والا اپنے وعدہ کو بھُول گیا۔ اُس نے بادشاہ سے کوئی ذکر نہ کیا۔

کچھ دنوں کے بعد بادشاہ نے خواب میں

دیکھا ۔ سات موٹی تازی گایوں کو سات ڈبلی پتلی اور مریل گائیں کھا گئیں ۔ پھر گیہوں کی سات ہری بھری اور سات خشک بالیں نظر آئیں

اِس خواب کا مطلب اُس کے نجومیوں اور درباریوں میں سے کوئی بھی نہ بتا سکا ۔

اب اُس شخص کو یاد آیا ۔ اور اُس نے بادشاہ سے کہا ۔ جیل میں ایک ایسا قیدی ہے جو خواب کا صحیح اور سچّا مطلب بیان کر سکتا ہے

بادشاہ کے نوکر قیدخانہ میں پہنچے ۔ اور اُنہوں نے یُوسفؑ سے بادشاہ کے خواب کا مطلب پُوچھا

اُنہوں نے بادشاہ کے خواب کا یہ مطلب بتایا ۔ کہ مصر میں پہلے سات سال خوشحالی کا دَور دَورہ ہوگا ۔ پھل پھُول اور میوے کی بہتات ہوگی ۔ کھیتیاں خُوب پھلیں گی ۔ اُن

کے بعد سات سال زور کا قحط پڑیگا۔ لوگوں نے خوشحالی کے زمانہ میں غلّہ بچایا۔ تو قحط کے دنوں میں کام آئے گا۔ اور یہ بھی بتایا کہ جتنا غلّہ ضرورت سے زیادہ ہو۔ اُسے بالوں ہی میں رہنے دیا جائے تو محفوظ رہے گا

بادشاہ کو خواب کا یہ مطلب صحیح اور درست معلوم ہوا۔ اُس نے حکم دیا۔ اُس قیدی کو میرے پاس لے آؤ۔ اور یوسفؑ قید سے آزاد ہو گئے۔

اِس کے بعد بادشاہ نے چھان بین کرائی۔ تو معلوم ہوا۔ اُن میں کوئی عیب اور خامی نہیں اُنہیں جھوٹی تہمت دے کر جیل میں ڈال دیا گیا تھا۔

بادشاہ نے خوش ہو کر اپنے تمام خزانے اور ذخیرے اُن کے حوالے کر دیئے۔ کہ ان کا انتظام اور حفاظت کریں۔

خوشحالی کے سات سالوں میں غلّہ جمع ہوتا

رہا۔ قحط کے زمانے میں آپ اُسے لوگوں میں تقسیم کرنے لگے۔

یہ قحط دُور دُور تک پھیلا ہُوا تھا۔ یُوسفؑ کے بھائی دُور دُور کے مُلکوں کا سفر کرتے لگے تھے۔ اپنے ہاں کا تجارتی مال لے جاتے تھے۔ اُدھر کی چیزیں لے آتے تھے۔

کنعان میں بھی غلّہ ملنا محال ہو گیا۔ لوگ بُھوکوں مرنے لگے۔ تو اُنھوں نے مصر کا رُخ کیا۔ .... جہاں آس پاس کے تاجر جا رہے تھے۔ وہاں ضرورت سے زیادہ غلّہ جمع تھا۔

دستُور یہ تھا۔ کہ باہر کے تاجر یُوسفؑ کے پاس جاتے تھے۔ جو خزانہ کے وزیر اور غلّہ کے ذخیروں کے نگران تھے۔ اور اپنی ضرورت بیان کرتے تھے۔ یُوسفؑ اُن کی ضرورت کو سامنے رکھ کر مُناسب مقدار کی منظوری دیتے تھے۔ اور مقرّر داموں پر غلّہ اُنہیں مل جاتا تھا۔

یوسفؑ کے بھائی بھی اُن کے پاس پہنچے۔ مگر کسی نے اُنہیں نہ پہچانا۔ اُن کے دِلوں سے تو بھائی کی یاد بھی ہٹ چکی تھی۔ ایک زمانہ گزر گیا تھا۔ مگر یوسفؑ نے اُنہیں پہچان لیا۔ اُن کی خاطر تواضع کی۔ اُنہیں ضرورت کے مُطابق غلّہ دِیا۔ اور کہا۔ اپنے باپ کو میرا سلام کہنا۔ اور پھر جب آؤ۔ تو اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ساتھ لانا۔ مَیں تمہیں اِس سے بھی زیادہ غلّہ دُوں گا۔

بھائیوں نے سمجھا۔ ہم پیغمبر کے بیٹے ہیں۔ اِس لئے خزانہ کے وزیر نے ہماری آؤ بھگت کی ہے۔ ہم سے اچھا سلوک کیا ہے۔

گھر پہنچ کر اُنہوں نے اناج کی بوریاں کھولیں۔ تو اُنہیں بہت تعجّب ہُوا۔ اُنہوں نے غلّہ کی جو قیمت ادا کی تھی۔ وہ بھی جُوں کی تُوں نکل آئی۔ اُنہوں نے باپ کے سامنے مصر کے وزیر خزانہ کی بہت تعریف کی۔

اور کہا۔ ہم نے اُس جیسا نیک اور سخی حاکم نہیں دیکھا۔ جو غیر ملکی تاجروں سے اِتنی مروّت اور مہربانی کا سلُوک کرے۔

اگلے سال قحط کا زور اَور بھی بڑھ گیا۔ تو یُوسفؑ کے بھائی پھر مصر جانے کو تیار ہوئے۔ اُنہوں نے یعقوبؑ سے کہا۔ اب کے ہم چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی ساتھ لے جائیں گے۔ تو وہ کانپ گئے۔ سوچنے لگے۔ یُوسفؑ اُن کے ساتھ گیا تھا۔ لَوٹ کر نہیں آیا۔ اب بنیامین کو لے جائینگے۔ تو جانے کیا کرینگے۔ مگر اُنہوں نے قسمیں کھائیں۔ اور یقین دلایا۔ ہم اس کی پُوری حفاظت کرینگے۔ اسے ساتھ لے کر آئینگے۔ اور بتایا۔ ہم وعدہ کرکے آئے تھے۔ کہ چھوٹے بھائی کو ساتھ لائیں گے۔ بنیامین نہ گیا تو ہمیں غلّہ نہیں ملے گا۔

یعقوبؑ مجبُور ہو گئے۔ اُنہوں نے نہ چاہنے پر بھی بنیامین کو اُن کے حوالے کر دیا۔ اور

اُنھوں نے مصر پہنچ کر یوسفؑ سے غلّہ خریدنے کی منظوری لے لی۔

منڈی کے حاکموں نے اِن سب سے بہت اچھّا برتاؤ کیا۔ مگر بنیامین کے ساتھ اُن کا سلوک خاص طور پر بہتر تھا۔

وہ لوگ دوبارہ یوسفؑ سے بھی ملے۔ مگر کِسی نے اُن کو نہ پہچانا۔

اُنھوں نے جب غلّہ حاصل کر لیا۔ تو اُونٹوں پر لدوا کر وطن کو چل دیئے۔ وہ سب بہت خوش تھے۔ اور مصر کے وزیر خزانہ کی تعریف کرتے جاتے تھے۔ اُنھیں کچھ معلوم نہ تھا۔ کہ وہ اپنے اُسی بھائی کے گُن گا رہے ہیں۔ جس کو اندھے کنوئیں میں پھینک دیا تھا۔ جس کو غُلام بنا کر بیچ دیا تھا۔

وہ ابھی شہر سے نکلے ہی تھے۔ کہ سرکاری پیادوں نے اُنھیں روکا۔ اور کہا۔ تمہیں وزیر خزانہ کی کچہری میں حاضر ہونے کا حُکم ملا ہے۔

اِس پر وہ بہت حیران ہوئے۔ مگر حکم تھا، یوسفؑ کی کچہری میں حاضر ہو گئے۔

یوسفؑ نے اُن سے پوچھا۔ تم میں سے کسی نے چاندی کا وہ کٹورا تو نہیں چرایا۔ جو دعوت کے موقع پر پانی پینے کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔

یہ سُن کر اُن سب کے پیروں تلے کی زمین نکل گئی۔ وہ ایک پیغمبر کے بیٹے تھے۔ اور چوری کا الزام تھا۔ سب نے کانوں پر ہاتھ دھرے۔ مگر تلاشی لی گئی۔ تو بنیامین کے غلّہ میں سے وہ کٹورا نکل آیا۔

بنیامین کا سر شرم کے مارے جھک گیا۔ باقی بھائی کہنے لگے "ہمارے دامن چوری سے بالکل پاک ہیں۔ بنیامین نے چوری کی ہے۔ تو تعجب کی بات نہیں۔ اس کا بڑا بھائی یوسفؑ بھی چور تھا۔"

یوسفؑ خاموش رہے۔ اُنہوں نے حکم سُنایا۔ "ہمارے قانون کے مطابق چور کو ایک سال کے لئے یہاں قید میں رہنا پڑیگا۔"

یہ سُن کر باقی دسوں بھائی بہت پریشان ہوئے۔ وہ جانتے تھے۔ باپ کے یُوسفؑ کی جُدائی میں بہنے والے آنسو ابھی تک خشک نہیں ہوئے۔ وہ آج تک ہر آنے جانے والے سے پُوچھتا ہے۔ میرے یُوسفؑ کی کوئی خبر سُنی ہے؟ بنیامین نہ گیا۔ تو اُس کا کیا حال ہوگا؟ ہم باپ کے پاس کیا مُنہ لے کر جائینگے؟ جو سلُوک اُنہوں نے یُوسفؑ سے کیا تھا۔ اُسے یاد کر کے بھی وہ پشیمان اور پریشان ہو رہے تھے۔ اُنہوں نے رحم کی درخواست کی۔ بنیامین کے بدلہ میں ایک ایک نے قید میں رہنا منظُور کیا۔ مگر کچھ پیش نہ گئی۔ حکم ہوا۔ جس نے چوری کی ہے۔ سزا اُسی کو ملے گی۔

اِس پر سب بھائیوں نے مشورہ کیا۔ آخر بڑے بھائی نے کہا۔ میں یہاں رہتا ہُوں۔ تم سب واپس جاؤ۔ باپ کو اپنی بے گناہی کا یقین دلاؤ۔ اور یہ بات اُن پر واضح کرو۔ کہ بنیامین چوری نہ کرتا۔ تو ہم اُس کو ساتھ لائے بغیر واپس نہ آتے۔

جب تک ایسا نہ ہوگا۔ مَیں واپس نہ جاؤنگا۔

یعقوبؑ کو یہ ماجرا معلوم ہؤا۔ تو اُنکی آنکھوں میں دُنیا اندھیر ہو گئی۔ ابھی تک یُوسفؑ کی یاد اُن کے دل سے نہ گئی تھی۔ بنیامین کی جُدائی کے صدمہ نے یُوسفؑ کی جُدائی کے دُکھ کو بھی اَور بڑھا دیا۔

یعقوبؑ کا دل نہیں مانتا تھا کہ بیٹے سچ کہہ رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا۔ پہلے تم نے یُوسفؑ کو گُم کر دیا۔ اب بنیامین کو کہیں چھوڑ آئے۔ جاؤ میرے یُوسفؑ اور بنیامین کو ڈھونڈ کر لاؤ۔ مَیں اپنے بچّوں سے مِلُونگا۔ اُن سے ملے بغیر مجھے چَین نہ آئیگا۔ بیٹوں نے سمجھا۔ باپ کا دماغ چل گیا ہے۔ مگر کیا کرتے۔ دوبارہ مصر کو چل دیئے۔ کہ جیسے بھی بن پڑے۔ بنیامین کو چھُڑا لائیں۔

وہاں پہنچ کر اُنہوں نے یُوسفؑ سے اپنے باپ کی بیقراری کا حال بیان کیا۔ اور بتایا کہ یُوسفؑ کے گُم ہو جانے کا صدمہ ہی کچھ کم نہ تھا۔ بنیامین کے بچھڑ جانے سے حالت اَور بھی غیر ہو گئی ہے۔ ہمارے

باپ کے بڑھاپے اور بے کلی پر ترس کھائیے۔ بنیامین کو معاف کر دیجئے۔ آپ اللہ کے پیغمبر کا جی خوش کرینگے۔ تو اللہ آپ کو اجر دیگا۔

اِس پر یوسفؑ نے پُوچھا۔ یُوسفؑ کیسے کھو گیا تھا؟

اُنہوں نے بتایا۔ ہم سب جنگل میں شکار کو گئے تھے۔ یُوسفؑ کو ایک بھیڑیے نے کھا لیا۔"

یُوسفؑ بولے۔ تُم جھُوٹ کہتے ہو۔ اِس لیئے کہ مَیں جانتا ہوں۔ تُم نے اُسے ایک اندھے کنُوئیں میں پھینک دیا تھا۔ اور پھر ایک قافلہ کے پاس بیچ دیا تھا۔

یہ سُن کر ان سب پر جیسے بجلی سی گر پڑی۔ اور وہ چکرا گئے۔ اُنہوں نے پہچان لیا۔ وہ اپنے بھائی یُوسفؑ ہی سے باتیں کر رہے ہیں۔ اُن کے مُنہ سے بےساختہ نکل گیا۔ یُوسفؑ!

یُوسفؑ نے کہا۔ ہاں! مَیں تُمہارا بھائی یُوسفؑ ہُوں۔ تُم نے مجھے چور کہا تھا۔ مگر تُم جانتے ہو مَیں چور نہیں ہُوں۔ میرے بھائی بِنیامین کے غلّہ سے چاندی کا کٹورا نِکلا۔ تُم نے اُسے چور سمجھا۔ مگر یہ

بھی چور نہیں ۔ مَیں نے بنیامین کو یہاں روک لینے
کی یہ تدبیر کی تھی "

یوسفؑ کے بھائی شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہوئے جاتے تھے ۔ اُنھوں نے اپنی خطاؤں کی معافی مانگی ۔ یوسفؑ نے معاف کر دیا ۔ کہہ دیا ۔ تم میرے بھائی ہو ۔ مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ۔ مَیں اللہ کا شکر ادا کرتا ہُوں ۔ کہ اُس نے مجھے عزّت دی ۔ رُتبہ دیا ۔

سارے بھائی ہنسی خوشی لوٹ گئے ۔ اور یعقوبؑ نے یوسفؑ کے مِل جانے کی خوشخبری سُنی ۔ تو اُن کے مُردہ جسم میں جان آگئی ۔ دِل باغ باغ ہو گیا ۔

اِس کے بعد یعقوبؑ اپنے کُنبہ کو ساتھ لیکر مصر پہنچے ۔ یوسفؑ نے ماں باپ کو اپنے ساتھ بٹھایا ۔ بھائیوں نے حلقہ باندھا ۔ پھر ادب سے اپنے بھائی کے سامنے جُھک گئے ۔ اِس طرح یوسفؑ کا خواب پُورا ہو گیا ۔

S